تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

40

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

19 تا 25 ربیع الاوّل 1443ھ / 26 اکتوبر تا یکم نومبر 2021ء

مکمل اور دائمی شریعت

محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کی لائی ہوئی شریعت ہر اعتبار سے مکمل اور ہر دور کے لیے واجب العمل ہے۔ شریعت کے احکام ہر قسم کے نقص سے پاک ہیں۔ ان کو استعمال کر کے شخصی معاملات کو بھی سنوارا جاسکتا ہے، ادارے اور تنظیمیں بھی چلائی جاسکتی ہیں اور بین الاقوامی معاملات بھی طے کیے جاسکتے ہیں۔

اسلامی شریعت کسی ایک وقت، کسی ایک دَور یا کسی ایک زمانے کے لیے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک ہر وقت، ہر دور اور ہر زمانے کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ شرعی احکام اس طرح واضع کیے گئے ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تروتازگی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور بدلتے ہوئے حالات کے زیر اثر ان کے بنیادی قواعد وضوابط میں کسی تبدیلی کی ضرورت پیش نہیں آتی یہ قواعد وضوابط اتنے ہمہ گیر ہیں کہ کوئی بھی نئی صورتِ حال ان کے دائرہ کار سے باہر نہیں رہ سکتی۔

عبدالقادر عودہ شہیدؒ

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
مہنگائی (1)

جن اور انسان دونوں اللہ کی مخلوق

بی جے پی حکومت کے بھارتی مسلمانوں پر مظالم اور عالم اسلام کا ردعمل

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو.....

ماہ ربیع الاوّل اور عید میلاد النبی ﷺ

.....جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

قیامت کے دن حضورﷺ کی شکایت

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیت : 30

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ﴿۳۰﴾

آیت ۳۰: ﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ﴿۳۰﴾﴾ ’’اور رسول نے کہا (یا رسول کہے گا): اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑی ہوئی چیز بنا دیا۔‘‘

تاویلِ خاص کے مطابق حضورﷺ کی یہ شکایت قریشِ مکّہ کے بارے میں ہے کہ اے میرے پروردگار! میں نے تیرا پیغام ان تک پہنچانے اور انہیں قرآن سنانے کی ہر امکانی کوشش کی ہے‘ لیکن یہ لوگ کسی طرح اسے سننے اور سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں‘ جبکہ اس آیت کی تاویلِ عام یہ ہے کہ حضورﷺ کی یہ شکایت قیامت کے دن اپنی اُمت کے اُن افراد کے خلاف ہوگی جو اس ’’مہجوری‘‘ کے مصداق ہیں‘ کہ ان لوگوں نے قرآن کو لائقِ التفات ہی نہ سمجھا۔ علامہ اقبال کے اس مصرعے میں اسی آیت کی تلمیح پائی جاتی ہے: ع ’’خوار از مہجوریٔ قرآں شدی‘‘ کہ اے مسلمان آج تُو اگر ذلیل و خوار ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ تُو نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بہت اہم اور قابلِ غور نکتہ یہ بھی ہے کہ قریشِ مکّہ نے تو اپنی خاص ضد اور ڈھٹائی میں قرآن کو اس مؤقف کے تحت ترک کیا تھا کہ یہ اللہ کا کلام ہے ہی نہیں اور محمد (ﷺ) نے خود اپنی طرف سے اسے گھڑ لیا ہے۔ لیکن آج اگر کوئی شخص کہے کہ میں قرآن پر ایمان رکھتا ہوں اور اسے اللہ کا کلام مانتا ہوں‘ مگر عملی طور پر اس کا رویہ ایسا ہو کہ وہ قرآن کو لائقِ اعتناء نہ سمجھے‘ نہ اسے پڑھنا سیکھے‘ نہ کبھی اس کے پیغام کو جاننے کی کوشش کرے تو گویا اس کے حال یا عمل نے اس کے ایمان کے دعوے کی تکذیب کر دی۔ چنانچہ اس آیت کے حاشیے (ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ) میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں: ’’آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا‘ اس میں تدبر نہ کرنا‘ اُس پر عمل نہ کرنا‘ اُس کی تلاوت نہ کرنا‘ اس کی تصحیح قراءت کی طرف توجہ نہ کرنا‘ اُس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا‘ یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجرانِ قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں۔‘‘

مقامِ غور ہے کہ آج اگر ہم اپنی دنیا سنوارنے کے لیے انگریزی زبان میں تو مہارت حاصل کر لیں لیکن قرآن کا مفہوم سمجھنے کے لیے عربی زبان کے بنیادی قواعد سیکھنے کی ضرورت تک محسوس نہ کریں‘ تو قرآن پر ہمارے ایمان کے دعوے اور اس کو اللہ کا کلام ماننے کی عملی حیثیت کیا رہ جائے گی؟ چنانچہ ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ قرآن کے حقوق کے بارے میں آگاہی حاصل کرے‘ اس سلسلے میں عملی تقاضوں کو سمجھے اور ان تقاضوں پر عمل کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا رہے۔

فرمان نبویؐ

دنیا کی زندگی

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِیْ جَنْبِہٖ قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِاتَّخَذْنَا لَکَ وِطَاءً فَقَالَ: ((مَالِیْ وَمَا لِلدُّنْیَا؟ مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا))

(رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ چٹائی پر سوئے، جب اٹھے تو آپؐ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان ابھرے ہوئے تھے۔ ہم نے یہ دیکھ کر عرض کیا، یا رسول اللہﷺ! کاش، ہم آپؐ کے لیے کوئی آرام دہ بستر تیار کر پاتے! آپؐ نے فرمایا: ’’مجھے دنیا کے عیش و آرام سے کیا غرض! میرا تو دنیا سے تعلق بس اُس سوار (مسافر) جتنا ہے جو گھڑی دو گھڑی، درخت کے سایہ میں رکا اور پھر درخت کو جوں کا توں چھوڑ کر اپنی راہ چل دیا!‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 ربیع الاوّل 1443ھ جلد 30
26 اکتوبر تا یکم نومبر 2021ء شمارہ 40

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ......600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل

مہنگائی (1)

پاکستان اس وقت ہمیشہ کی طرح مختلف النوع داخلی اور خارجی مسائل کے گرداب میں ہے۔ داخلی سطح پر سب سے بڑا اور خوفناک مسئلہ مہنگائی کا ہے۔ عوام کے ذرائع آمدن میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہو رہا جبکہ کمرتوڑ مہنگائی کی وجہ سے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے جس سے عوام کے لیے جان اور جسم کا رشتہ برقرار رکھنا انتہائی مشکل ہو رہا ہے۔ اچھے بھلے گھرانے معاشی میزان میں توازن پیدا نہیں کر پا رہے۔ یہ عدم توازن جرائم میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ رشوت خوری، چوری اور ڈاکہ زنی کی وارداتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مہنگائی کی وجوہات کچھ فوری اور حکومتِ وقت کی غلط معاشی پالیسیوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اور کچھ ماضی میں ہونے والے واقعات سے جڑی ہوئی ہیں اور کچھ عالمی حالات وواقعات اور حکومتِ وقت کے عالمی سطح پر رول سے لنک ہوتی ہیں۔

درحقیقت گزشتہ سوا تین سال میں موجودہ حکومت معاشی اور اقتصادی سطح پر ہمالائی اغلاط کی مرتکب ہوئی ہے۔ اِس قلیل عرصہ میں شوکت ترین حکومت کے چوتھے وزیر خزانہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ ایک وزیر خزانہ کو ایک سال بھی نہیں دیں گے تو اِس عدم تسلسل سے کسی اچھی پالیسی کے ثمرات بھی کیسے ملیں گے۔ پھر یہ کہ اِس حوالے سے حکومتی سطح پر عوام سے کمیونیکیشن گیپ خوفناک حد تک زیادہ رہا۔ نااہل گورننس عروج پر رہی جس سے صحیح وقت پر صحیح فیصلے نہ ہو سکے اور حکومت بیرونی ممالک سے بہت سی اشیاء بروقت خریدنے میں ناکام رہی اور بعدازاں مہنگی خریدنا پڑیں۔ سمگلنگ اور غیر قانونی کاروبار بھی روکے نہ جا سکے۔ حکومت ڈیمانڈ اور سپلائی کی مؤثر نگرانی نہ کر سکی۔ نتیجتاً جی ڈی پی گروتھ ریٹ کم ہوا، پیٹرول، بجلی، گیس، گھی، آٹا، چینی، ادویات الغرض بنیادی انسانی ضرورت کی بہت سی اشیاء کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ ہوا۔ ملک کے وزیراعظم زمینی حقائق سے کوسوں دور تصوراتی دنیا میں کھوئے رہے۔ ماضی میں حکمرانوں کی بدعنوانیوں پر شور وغوغا تو بہت رہا لیکن عملی طور پر کوئی نتیجہ نہ نکلا جس کی واحد ذمہ دار حکومت ہی نہیں بلکہ ملک میں اِس حوالے سے رائج قوانین اور عدالتی نظام بھی ہے۔ ہماری اعلیٰ عدلیہ بھی اپنی اصلاح میں بُری طرح ناکام رہی جس کا بھرپور فائدہ معاشی مجرم اور مافیاز اُٹھاتے رہے۔

علاوہ ازیں سابقہ حکمرانوں نے سرکاری خزانے سے جس بے دردی سے کھلواڑ کیا تھا اُس نے پاکستان کو بُری طرح مقامی اور عالمی قرضوں میں جکڑ دیا۔ اِس حوالے سے کرونا وبا سے ہونے والی عالمی معاشی بدحالی کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ وہ دنیا جو کہ تقریباً دوسال سے مکمل معاشی جمود کا شکار رہی اب عالمی سطح پر کساد بازاری کا شکار ہو رہی ہے اور معاشی ماہرین کے مطابق ابھی "بدترین

حالات''، مستقبل میں آئیں گے۔ بہر حال دنیا بھر میں معاشی مندی کا بھی پاکستان کی معیشت پر انتہائی بُرا اثر پڑا ہے اور جب دنیا معاشی مشکلات سے دو چار ہوگی تو یقیناً پاکستان پر بھی اس کے اثرات آئیں گے۔ آج قرض اور سود کی ادائیگی کی مد فوجی بجٹ کے لیے مختص رقم کے قریب پہنچ چکی ہے اور آئندہ اِس میں اضافہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔ معاشی صورتِ حال کے حوالے سے گزشتہ پون صدی کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو ایک اچھے اور غیر جانبدار تجزیہ نگار کو معلوم ہوگا کہ حالات اچھے کبھی بھی نہ تھے البتہ لیپا پوتی ہوتی رہی۔

پاکستان معرضِ وجود میں آتے ہی امریکہ اور مغرب کا لاڈلہ ہوگیا کیونکہ امریکہ سوویت یونین کی بڑھتی ہوئی طاقت اور کمیونزم کے نظریہ سے انتہائی خائف تھا۔ وہ اپنی سپرمیسی اور سرمایہ دارانہ نظام کی آل آؤٹ جیت چاہتا تھا۔ اُن دنوں میں پاکستان کا دشمن بھارت سوویت یونین کے کیمپ میں تھا۔ بھارت اور سوویت یونین کے درمیان پاکستان ایسی ریاست تھی جس سے مغرب کی دوستی اِس لیے ضروری تھی کہ سرد جنگ اگر خطرناک صورتِ حال اختیار کرلے تو سوویت یونین کی بغل میں امریکہ اور مغرب کا انتہائی قابل اعتماد دوست پاکستان موجود ہوگا جو اُن کا بھرپور ساتھ دے گا جس سے اُنھیں دشمن کی ہمسائیگی میں مناسب ٹھکانہ دستیاب ہو جائے گا۔ لہٰذا ڈالرز ہی کی نہیں گندم، خوردنی تیل اور بہت سی اشیاءِ ضروریہ کی لگاتار بارش برسنے لگی۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد امریکہ نے پاکستان کی طنابیں کھینچی۔ 1971ء میں پاکستان دولخت ہوا۔ مہنگائی کا سیلاب آیا بھٹو اپنے دورِ حکومت میں بہت سی تقریریں مہنگائی کی وجوہات پر کرتا رہا۔ پھر سوویت یونین افغانستان میں آدھمکا۔ جتنے عیش پاکستانیوں نے اُس دور میں کیے کبھی نہ کیے ہوں گے۔ لیکن یہ عیش ہماری جڑوں میں بیٹھ گئے۔ ڈالروں کی فراوانی نے ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ مثل مشہور ہے کہ "AID" دراصل "AIDS" سے بدتر ہے۔ پھر بھٹو کی نیشنلائزیشن کی پالیسی نے ہماری معاشی اور اقتصادی حالت پر بم گرا دیا۔ ہر غیر جانبدار ماہر اقتصادیات یہ تسلیم کرتا ہے کہ بھٹو کی نیشنلائزیشن کی پالیسی کے مضر اثرات سے ہم آج تک نجات حاصل نہیں کرسکے۔

گزشتہ صدی کے اواخر میں ہماری معاشی مشکلات پھر شروع ہوگئیں۔ کیونکہ سوویت یونین افغانستان سے واپس چلا گیا تھا۔ لیکن اکیسویں صدی کے آغاز ہی میں امریکہ نے افغانستان پر خود کش حملہ کر دیا امریکہ سمجھتا تھا کہ افغانستان چند دنوں کی مار ہے لیکن وہاں افغان طالبان کی گوریلا جنگ نے ایک بار پھر پاکستان کو امریکہ کی ضرورت بنا دیا۔ ایک بار پھر ڈالروں کی ریل پیل ہوگئی یہ بے وقت کے ڈالر پاکستان کی اقتصادی جڑوں کو کمزور کر گئے۔ لیکن انھوں نے عوام کو مہنگائی کی تپش محسوس نہ ہونے دی اور صرف خواص ہی نہیں عوام بھی کسی حد تک ڈالروں کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ اب 2021ء میں امریکہ شکست کھا کر واپس فرار ہونے پر مجبور ہو چکا ہے۔ اور وہ پاکستان کو اپنی شکست کا باعث قرار دے رہا ہے۔ اُسے اب پاکستان سے کچھ لینا دینا نہیں، لہٰذا وہ تمام سوراخ بند کر رہا ہے جہاں سے پاکستان کی مالی مدد ہوتی تھی۔ اب امریکہ سے ڈالر صرف اِس صورت میں برس سکتے ہیں اگر پاکستان بھارت کے ساتھ مل کر چین کا محاصرہ کرنے میں امریکہ کی کھل کر مدد کرے۔ لیکن یہ اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنے والی بات ہوگی۔ امریکہ وقتی طور پر ساتھ دے گا جیسے وہ ماضی میں کرتا رہا ہے اور ہمسایہ چین جو اقتصادی جن بننے کے ساتھ ساتھ بڑی عسکری قوت بھی بن چکا ہے، ہمیشہ کے لیے دشمن بن جائے گا اور بھارت کے لیے پاکستان کے حوالے سے بہترین موقعہ ہوگا کہ وہ اپنے تمام حسابات چکالے۔ گویا مہنگائی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اب ہم امریکہ کے کسی کام کے نہیں رہے اور کون نہیں جانتا کہ دنیا کے تقریباً تمام مالیاتی ادارے اور دیگر بڑے ممالک امریکہ ہی کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ دینی جماعتیں اِس حوالے سے عجب تضاد کا شکار ہیں ایک طرف اُن کا افغان طالبان کے حوالے سے مؤقف یہ ہے کہ وہ بھوک برداشت کرلیں وہ کٹ مرنا پسند کرلیں لیکن امریکہ کے مطالبات کے آگے نہ جھکیں۔ دوسری طرف جب پاکستان کا وزیر اعظم "Absolutely Not" کہتا ہے، سی آئی اے کا چیف جو صدر امریکہ کے بعد دنیا کا طاقتور ترین انسان ہے، اُسے پاکستان آنے پر ملنے سے انکار کر دیتا ہے اور امریکہ کی ڈپٹی سیکرٹری جب پاکستان آتی ہیں تو اُس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتا جس پر امریکہ ردِ عمل دکھاتا ہے اور پاکستان میں مالی مسائل اور مہنگائی کا طوفان اُٹھتا ہے تو دینی جماعتیں اس معاملے میں حکومت کی پیٹھ ٹھونکنے کی بجائے اور امریکہ کے خلاف ڈٹ جانے پر حکومت کی پشت پناہی کرنے کی بجائے لوگوں کی طرح مہنگائی کا رونا رونے لگتی ہیں، یہ تضاد ہے جو دور ہونا چاہیے۔ دینی جماعتیں حکومت پر لازماً تنقید کریں لیکن جو مہنگائی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے ہو رہی ہے اور اغیار سے تصادم کے نتیجہ میں جو کچھ ہو رہا ہے اُسے الگ رکھیں۔ سیاسی جماعتیں بھی مہنگائی پر شور وغل تو بہت کر رہی ہیں اور تحریک بھی چلا رہی ہیں۔ لیکن مہنگائی دور کرنے کا اپنا کوئی منشور سامنے نہیں لا رہیں کہ ہم حکومت میں آ کر فلاں فلاں اقدام اُٹھائیں گی جس سے مہنگائی دور ہو جائے گی۔ گویا یہ امکان بھی نہیں ہے کہ حکومت کی تبدیلی عوام کے حالات میں کوئی تبدیلی لا سکے گی۔ جس سے عوام میں مایوسی پھیل رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک اور جلسے جلوسوں میں عوام اپوزیشن کا ساتھ نہیں دے رہے حالانکہ وہ موجودہ حکومت سے سخت نالاں ہیں۔ (جاری ہے)

جن اور انسان دونوں اللہ کی مخلوق

(سورۃ الرحمن کی آیات 14 تا 21 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 8 اکتوبر 2021ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الرحمن کی آیات 14 تا 21 کا مطالعہ کریں گے۔ اس سورت میں جنوں اور انسانوں سے جو خطاب ہو رہا ہے اس کا مختصر خلاصہ یہ آیت ہے جو کہ اس سورت میں 31 مرتبہ آئی ہے:

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾﴾ ''تو تم دونوں (گروہ) اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

جنات اور انسان دونوں مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شریعت کے احکامات کے حوالے سے مکلف ہیں۔ روز محشر ان دونوں سے حساب کتاب ہوگا۔ اس سورت میں ان نعمتوں کا بھی ذکر ہے جو ان دونوں مخلوقات کو عطا کی گئی ہیں۔ اسی ضمن میں یہاں ان کی پیدائش کا بھی ذکر آ رہا ہے۔ فرمایا:

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾﴾

''اُس نے پیدا کیا انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی ہوئی مٹی سے۔''

ہمارے تمام مترجمین نے کالفخار کا ترجمہ ٹھیکری کیا ہے۔ ایک خاص مٹی کو گوندھ کر آگ میں پکا لیا جائے تو وہ ٹھیکری بن جاتی ہے۔ یہاں انسان سے مُراد آدم علیہ السلام ہیں جنہیں اس مٹی سے پیدا کیا گیا۔ باقی تمام انسان آدم علیہ السلام کی نسل میں پیدا ہوئے۔ آدم علیہ السلام کی تخلیق کے مختلف مراحل کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مختلف مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ ان مراحل میں کبھی تراب یعنی مٹی کا ذکر آیا، کہیں طین یعنی بھیگی ہوئی مٹی کا، کہیں لازب یعنی خوب گیلا کر کے گوندھی گئی مٹی کا ذکر آیا۔ کہیں اللہ تعالیٰ نے حماء مسنون کے الفاظ استعمال کیے ہیں جس سے مراد خوب گوندھی گئی مٹی کا وہ گارا ہے جس سے بدبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔ پھر کہیں مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ کے الفاظ آئے ہیں۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ خوب گوندھی گئی مٹی کے گارے کو جب کسی شکل میں ڈھال کر آگ میں پکایا جاتا ہے تو ٹھیکری بن جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد ہوئی۔

مرتب: ابوابراہیم

فلسفہ کے میدان میں یہ بحث بھی چلتی رہی ہے کہ انسان خود بخود وجود میں آ گیا۔ اسی طرح ایک ڈارون کا نظریہ بھی ہے کہ انسان حیوان تھا پھر مختلف ارتقائی مراحل طے کر کے انسان بن گیا۔ ان تمام باطل تصورات کی نفی یہاں اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں کہ انسان کو اللہ نے خود پیدا کیا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہم مخلوق ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارا خالق ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾﴾ ''اور جنات کو اُس نے پیدا کیا آگ کی لپٹ سے۔''

یہاں جنات کی تخلیق کا ذکر ہے۔ الْجَآنَّ سے مُراد دنیا کا پہلا جن ہے۔ جس طرح آدم علیہ السلام سے نسل انسانی آگے بڑھی اسی طرح الْجَآنَّ سے جنوں کی نسل آگے پھیلی مگر سب سے پہلے جن یعنی الْجَآنَّ کی تخلیق آگ کی لپٹ سے ہوئی۔

یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ایک آگ ہوتی ہے اور ایک آگ کا شعلہ ہوتا ہے۔ اس شعلے کے اوپر آگ کی لپٹ اور حرارت ہوتی ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس لپٹ سے الْجَآنَّ کی تخلیق ہوئی۔

موجودہ دور کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگ جنات کے وجود سے ہی انکاری ہیں کہ جن نام کی کوئی شے نہیں ہوتی۔ ماضی قریب میں بھی یہ فتنہ سامنے آیا اور کہا گیا کہ جن الگ سے کوئی شے نہیں ہے بلکہ جنات سے مُراد ایسے انسان ہیں جو غصے سے آگ بگولہ ہو جائیں انہیں آگ سے پیدا کیا گیا کہا جائے گا۔ اس باطل تصور کی بھی یہاں نفی ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں انسانوں کی طرح جنوں کو بھی میں نے پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام تو بہت واضح ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات بھی اس بارے میں بہت زیادہ واضح ہیں۔

آگے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

اس میں اللہ کی قدرتوں کی طرف اشارہ ہے کہ تم (جنات اور انسان) اپنے رب کی کن کن قدرتوں کی تکذیب کرو گے، جھٹلاؤ گے۔ اپنی تخلیق پر ہی غور کر لو۔ کس طرح اللہ نے تمہیں تخلیق کیا۔ کس طرح اللہ نے اس پوری کائنات کا نظام تمہارے لیے بنایا، کس طرح اس عالم دنیا کو تمہارے لیے سجایا، کس طرح اس پوری زمین کو موزوں بنایا تا کہ تمہاری زندگی یہاں پر برقرار رہ سکے۔ تمہارے

وجود کے اعضاء کو کتنا مناسب بنایا اور کس انداز سے اللہ تعالیٰ نے ان میں فنکشنز کو رکھا ہے۔ جنات کے بارے میں ہماری معلومات تو زیادہ نہیں ہیں۔ سورۃ الجن میں تھوڑا ذکر آتا ہے، اسی طرح جنات کے کچھ واقعات کا ذکر سورۃ الاحقاف میں آتا ہے۔ شیطان بھی جن ہے، اس کے حوالے سے بھی قرآن میں ذکر آتا ہے۔ پھر اس سورۃ الرحمٰن میں دونوں سے خطاب ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں بھی جنات کے حوالے سے کچھ تفصیلات آئی ہیں۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا اور ان کے لیے بھی اس کائنات میں نعمتیں پیدا کیں۔

اسی طرح ہم انسان اپنے بارے میں ہی غور کر لیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا بلاشبہ شاہکار بھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح میں سے پھونکا ہے، اسے اشرف المخلوقات بنایا، اس کو غور وفکر کی، فہم کی، سوچنے کی صلاحیتیں عطا فرمائیں، اس کے جسم کو اور اعضاء کو بڑا مناسب بنایا ہے اور کیسی کیسی صلاحیتیں اللہ نے انسان کو عطا کی ہیں کہ آج کے دور میں جتنا ایکسپوژر آف نالج ہو رہا ہے، جتنا کائنات کو انسان دریافت کرنے کی کوشش کر رہا ہے، جتنے وسائل کی فراہمی بظاہر ہمیں دکھائی دے رہی ہے اس سے پہلے اس کا تصور بھی موجود نہیں تھا۔ اسی طرح انسان اپنے وجود پر غور کرے۔ اس کے ایک ایک پارٹ آف باڈی کی تخلیق پر غور وفکر کرے تو اللہ کی قدرت کا نمایاں نظارہ ہوگا۔ انسان غور کرے کہ ایک حقیر قطرے کے معمولی جز سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندے کی تخلیق کے عمل کو شروع فرماتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ کے کلمہ کن سے ہی ہو رہا ہے مگر اپنے اپنے وقت اور اپنی ترتیب کے مطابق ہو رہا ہے۔ اس معمولی قطرے کے معمولی جز میں ناک نہیں ہوتی، کان نہیں ہوتا، آنکھ نہیں ہوتی، دل نہیں ہوتا، دماغ نہیں ہوتا، گردے نہیں ہوتے، یہ ہاتھ، پیر، ناخن، بال کچھ نہیں ہوتے۔ مگر اس معمولی جز کو اللہ کیسے پروان چڑھاتا ہے اور کس طرح ایک ماں کے بطن میں ایک بچے کی تخلیق کا عمل شروع ہوتا ہے اور کب جا کے آنکھ کی تخلیق مکمل ہوتی ہے، کان کی تخلیق مکمل ہوتی ہے، دل کی تخلیق مکمل ہوتی ہے، ہاتھوں کی تخلیق مکمل ہوتی ہے، انگلیوں کے بننے کا عمل مکمل ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ تین تاریکیوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک کے بعد دوسرے درجے تک لے جا کر تمہاری تخلیق کو مکمل فرماتا ہے۔ اسی طرح جنات کی پیدائش کا بھی ایک عمل ہے جو اللہ کی قدرت سے ہی ممکن ہے لہٰذا اللہ کہتا ہے کہ تم دونوں اللہ کی کن کن قدرتوں کو جھٹلاؤ گے۔ آگے فرمایا:

﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ⑰﴾ ''وہ رب ہے دونوں مشرقوں کا اور دونوں مغربوں کا۔''

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑱﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

یہاں دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ذکر آیا۔ سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے لیکن سورج کے طلوع اور غروب کا وقت موسم کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔ جیسے زمین کے شمالی نصف کرے میں اگر گرمیوں کا موسم ہوتا ہے تو اسی دوران جنوبی نصف کرے میں سردیوں کا موسم ہوتا ہے۔ وہاں دن چھوٹا اور شمالی نصف کرے میں بڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح شمالی نصف کرے میں اگر سردیوں کا موسم ہوتا ہے تو جنوبی نصف کرے میں گرمیوں کا موسم ہوتا ہے۔ اس طرح سردیوں اور گرمیوں میں سورج کے طلوع اور غروب ہونے کا وقت مختلف ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم زمین پر دو مشرقوں اور دو مغربوں کا نظارہ دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سورۃ المعارج میں اس طرح بھی ذکر آتا ہے:

﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ﴾ (آیت:40) ''پس نہیں! قسم ہے مجھے مشرقوں اور مغربوں کے ربّ کی''

اگر ہم زمین کی محوری اور مداری گردش کے لحاظ سے دیکھیں تو ہر دن سورج کے طلوع اور غروب ہونے کا مقام بدل جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم دیکھیں تو بہت

پریس ریلیز 22 اکتوبر 2021ء

مسلمان ممالک افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنے میں پہل کریں

شجاع الدین شیخ

مسلمان ممالک افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنے میں پہل کریں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ حال ہی میں ماسکو فارمیٹ کے تحت ہونے والے مشاورتی اجلاس میں روس، چین، ایران، پاکستان اور وسطی ایشیاء کے کئی ممالک نے افغان طالبان کے ساتھ مل کر خطے میں سیکورٹی کو فروغ دینے پر اتفاق کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا یہ تمام قوتیں افغان طالبان کو ایسے اعلیٰ سطحی علاقائی اجلاس میں اس لیے مدعو کرتی ہیں کیونکہ سب جانتے ہیں کہ افغانستان میں اصل قوت افغان طالبان ہیں اور وہاں صرف اُن ہی کی رٹ ہے لہٰذا اُن سے خطے کے حوالے سے مختلف موضوعات پر بحث کرتے ہیں اور اُنھیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع بھی دیتے ہیں۔ وہ حقیقت میں اِس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ افغانستان میں اقتدار کی تبدیلی قابل تقلید ہے پھر یہ کہ افغانستان کے لیے انسانی اور اقتصادی امداد کی فراہمی پر بھی اتفاق کرتے ہیں۔ اِس صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ افغانستان میں افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنے میں آخر کیا چیز مانع ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر یہ قوتیں افغان طالبان کے بنیادی نظریہ میں کسی تبدیلی کی خواہشمند ہیں تو ہمیں یقین ہے کہ وہ ناکام ہوں گی۔ اُنھوں نے افغان طالبان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ جس رب نے اُنھیں میدانِ جنگ میں طاغوتی قوتوں کے خلاف فتح مبین عطا فرمائی ہے وہی رب اقتصادی اور معاشی مشکلات سے بھی نکلنے کے لیے راستے کھول دے گا۔ ان شاء اللہ! حقیقت یہ ہے کہ تمام مسلمان ممالک کو افغان طالبان کی حکومت کو فوری طور پر تسلیم کرنا ہوگا۔ امت مسلمہ کے اِس اقدام سے دوسرے ممالک کے پاس بھی افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی آپشن نہیں ہوگا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

سیرتِ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دلپذیر موضوع پر
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر کا نچوڑ
سیرتِ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام
سیرت طیبہ پر ڈاکٹر صاحب کی زندگی کے آخری خطابات کا مجموعہ
عمدہ طباعت
دیدہ زیب ٹائٹل
صفحات: 240
قیمت: 350 روپے
خود مطالعہ کیجیے
دوستوں کو تحفتاً پیش کیجیے
ملنے کا پتہ
مکتبہ خدام القرآن لاہور
قرآن اکیڈمی، 36 کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 03-35869501(042)
فیکس: 35834000(042) ای میل: maktaba@tanzeem.org
ویب سائٹ: www.tanzeem.org

Free Home Delivery All in Pakistan
Cash on Delivery
محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور
مکتبہ خدام القرآن کی
کتابوں پر مشتمل آفیشل آن لائن بک سٹور
www.maktaba.com.pk
تمام کتب رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں
0301 111 53 48
قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
مکتبہ خدام القرآن لاہور
بانی ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سارے مشرق بن جاتے ہیں اور بہت سارے مغرب بن جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام ہے کہ زمین ایک ہے لیکن اس پر مختلف موسم ہیں اور دن اور رات کا نظام ہے۔ ایک جگہ گرمی ہے تو دوسری جگہ سردی ہے۔ ایک جگہ رات ہے تو دوسری جگہ دن ہے۔ اگر ہمیشہ دن ہی رہے رات نہ ہو یا رات ہو اور دن نہ ہو تو دنیا کا نظام تلپٹ ہو جائے۔ اسی طرح اگر ہمیشہ گرمی کا ہی موسم کسی علاقے میں رہے تو زندگی کتنی مشکل ہو جائے اور ہمیشہ سردی کا ہی موسم رہے تو زندگی کتنی مشکل ہو جائے گی۔ لیکن یہ اللہ کی قدرت ہے کہ موسم کے تغیر سے فصلوں، پھلوں، سبزیوں اور اناج کا نظام جڑا ہوا ہے۔ اسی طرح دن اور رات کے نظام میں انسانوں اور تمام جانداروں کے لیے بے انتہا فوائد ہیں۔ یہ سورج کا نکلنا، غروب ہونا، یہ موسموں کا تغیر، رات دن کا نظام وغیرہ یہ سب اللہ کی نعمتیں ہی ہیں اور یہ نظام خود نہیں چل رہا بلکہ اس کو چلانے والی ذات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہے۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾﴾ ''اُس نے چلا دیے دو دریا جو آپس میں ملے ہوئے بھی ہیں۔''

﴿بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾﴾ ''لیکن ان کے مابین ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔''

بحر کا لفظ عربی میں سمندر کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور دریا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ دنیا میں کئی مقامات ایسے ہیں جہاں دو دریا ساتھ ساتھ بہہ رہے ہوتے ہیں ایک کے پانی کا رنگ اور ذائقہ مختلف ہوتا ہے دوسرے کا مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح سمندروں میں بھی بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ایک طرف کا پانی مختلف رنگ اور ذائقے کا ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف کا پانی مختلف رنگ و ذائقے کا ہوتا ہے۔ ان دونوں پانیوں کے درمیان ایک غیر مرئی پردہ اس طرح حائل ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے میں مکس نہیں ہوتے۔ یہ بھی اللہ کی قدرت ہے۔ فرمایا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار جنوں اور انسانوں کے سامنے واضح ہو کر آ رہا ہے۔ لہٰذا انسانوں اور جنوں کو دعوت غور وفکر ہے کہ وہ اس اللہ کے شکر گزار بندے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کا شکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

10

حضورِ رسالت ـ 7 ـ (II)

غمِ راہی نشاط آمیز تر کن
فغانش را جنوں انگیز تر کن
بگیر اے ساربان راہِ درازے
مرا سوزِ جدائی تیز تر کن

ترجمہ راہی کے غم (عشق) کو زیادہ خوشی عطا کر اس کی فریاد کو زیادہ جنون عطا کر۔ اے اونٹنی کی مہار پکڑ کر چلنے والے (مدینہ منورہ پہنچنے کے لیے) لمبا راستہ اختیار کر میرے لیے جدائی کی تپش کو مزید بڑھا دے۔

تشریح علامہ اقبال امت مسلمہ کی زبوں حالی سے حیران و پریشان ہیں، رُبع صدی کی محنت کے بعد بھی حالات جوں کے توں خراب ہیں اور اس پس منظر میں شاہِ بطحاﷺ، جو اُمت مسلمہ کے حقیقی رہبر و میر کارواں ہیں، کی خدمت میں عرضداشت لے کر جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیا بھر کے مختلف علاقوں سے لوگ امت کی زبوں حالی کی شکایت اور کارگزاری لے کر مدینہ منورہ آتے ہیں۔ آپس کی ملاقاتوں سے باہمی مشورے ہوتے ہیں اور حالات سے آگاہی بھی ہوتی ہے اور دل کا درد بھی ایک دوسرے کو بتاتے ہیں۔ یہ منظر بڑا نشاط انگیز اور خوب صورت ہوتا ہے۔

علامہ اقبال کہتے ہیں اے میر کارواں! جو ساتھی کاروان میں شریک ہیں سب کے سب اپنے اپنے انداز میں امت مسلمہ کے احوال لیے حضرت محمدﷺ کی خدمت میں جا رہے ہیں۔ یہ منظر بڑا خوب صورت اور سکون بخشنے والا اور خوش کرنے والا ہے۔ ذرا اپنے گیتوں سے ان کی کیفیت کو اور اچھا بنا دے اور ان مسافروں کی آہوں اور دردِ دل کو مزید مؤثر بنا دے تاکہ یہ ذوق وشوق مدینہ منورہ پہنچتے پہنچتے اور زیادہ ہو جائے۔

اے میر کارواں اس شوقِ حضورِ رسالتﷺ کو مزید بڑھانے کے لیے مدینہ منورہ جانے کے لیے چھوٹا نہیں، ذرا لمبا راستہ اختیار کر لو تاکہ کچھ تاخیر ہو جائے اور قافلے کے تمام مخلص مسلمان مسافروں کا ذوق وشوق پہلے سے بڑھ جائے۔

> ؎ اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے
> اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
> وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
> پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
> حالیؔ

حضورِ رسالت ـ 8 ـ (I)

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم
من و تو کشتۂ شانِ جمالیم
دو حرفے بر مرادِ دل بگوئیم
بپائے خواجۂ چشماں را بمالیم!

ترجمہ اے میرے دوست! آ، ہم اکٹھے مل کر روئیں (کیونکہ) ہم دونوں جلوۂ محبوب (رسول اکرمﷺ) کے مارے ہوئے ہیں۔

اپنے دل کی آرزو سے متعلق کچھ کہیں (اور) خواجہ (رسول اکرمﷺ) کے پاؤں سے اپنی آنکھیں ملیں۔

تشریح علامہ اقبال حرمین شریفین (حجاز) کے اس متوقع ومجوزہ سفر کے دوران اپنے لیے اور قارئین کے لیے بھی آرزوؤں، امنگوں اور تصوراتی کیفیات کا سہارا لیتے ہیں۔ اس مقدس سفر میں اپنے ہم سفر اہل قافلہ سے ملاقاتیں، تبادلہ خیال اور باہمی تعارف سے جو شناسائی بڑھتی ہے تو باہمی گفتگو میں بھی دوستی واپنائیت کا رنگ نظر آتا ہے۔ سب مسافر ایک منزل کی طرف گامزن ہیں اور ایک ہی جذبہ اور سوزِ دل کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔ اپنے ہم سفر سے کہتے ہیں تمام تر کوششوں کے باوجود مثبت نتائج نہیں سامنے آ رہے اور امت کے حالات میں بہتری کے آثار نہیں ہیں تو شاید ہماری کوششوں میں کمی اور کوتاہی ہے۔ آؤ، ذرا مل کر اس پر آنسو بہاتے ہیں۔ ہم دونوں میں امت مسلمہ کے اجتماعی زوال اور دنیا میں اسلام اور شعائر اسلام سے دوری کا غم مشترک ہے اور اس غم کے ساتھ حضرت محمدﷺ کی خدمت میں حاضری کا سفر بھی ذہنی ہم آہنگی کی علامت ہے، ہم دونوں اسی ہستی (ﷺ) کے جمال کے عاشق ہیں۔ مرادِ دل کے بارے میں میری سوچ یہ ہے کہ اسی سفر کے بہانے ہمیں (مجھے بھی) حضرت محمدﷺ کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا ہے تو میری خواہش ہوگی کہ ہم اپنی پلکوں سے آپﷺ کے قدموں کی دھول دور کریں۔

اُمت مسلمہ کے تمام مسائل کا حل ایک صدی قبل بھی یہی تھا اور آج بھی یہی ہے کہ ہم اپنے پیغمبر حضرت محمدﷺ کے نقش قدم پر چلیں اور اس پر قائم رہیں۔ یقیناً آپﷺ کے نقش پا پر چلنے میں ہی ہمارے دکھوں، دردِ دل اور غموں کا مداوا ہے۔ دوسرا کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی ۔آمین

اکھنڈ بھارت کے خیالی نظریے کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں نہ ہی ہندو کبھی ہندوستان کو متحد کر سکا۔ بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی ہندوستان پر برہمن کی بالادستی قائم ہوئی ہے تو ہندوستان کے ٹکڑے ہوئے ہیں: ایوب بیگ مرزا

جس طرح نازی جرمنی نے یہودیوں کا قتل عام کیا تھا اسی طرح بی جے پی حکومت بھی بھارتی مسلمانوں کی نسل کشی کرنا چاہتی ہے: رضاء الحق

بھارتی دہشت گرد تنظیم RSS اور اسرائیل کی صہیونی تنظیمیں کھلے عام ایک دوسرے سے تعاون کر رہی ہیں: ڈاکٹر ارشد حسن

بی جے پی حکومت کے بھارتی مسلمانوں پر مظالم اور عالم اسلام کا ردعمل کے موضوع پر

میزبان: وسیم احمد

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: آسام میں مسلمان شہری کی لاش کی بے حرمتی کا افسوسناک واقعہ سامنے آیا۔ آخر نریندر مودی کے دورِ حکومت میں بھارتی معاشرہ مسلمانوں کے خون کا پیاسا کیوں ہو رہا ہے؟ یہ بھی فرما دیں کہ بھارت میں مسلمان شہری کی لاش کی بے حرمتی کیا امریکی سیاہ فام جارج فلائیڈ قتل کیس سے کم افسوسناک اور اندوہناک واقعہ ہے؟ دنیا بھر کی انسانی حقوق کی تنظیمیں اور سول سوسائٹی بھارت میں اقلیتوں پر جاری ظلم وتشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات پر کیوں خاموش ہے؟

رضاء الحق: بی جے پی نے اپنے دور حکومت میں بدنامِ زمانہ شہریت بل سمیت زیادہ تر قوانین مسلمانوں کو ٹارگٹ کرنے کے لیے بنائے ہیں۔ اس کے بعد بالخصوص آسام میں جہاں جہاں مسلمانوں کی آبادیاں موجود تھیں وہاں ان قوانین کی آڑ لے کر مسلمانوں کو ٹارگٹ کرنا شروع کیا۔ آسام میں ان کا کہنا ہے کہ مسلمان درانداز ہیں ۔ حالانکہ مسلمان کئی پشتوں سے وہاں رہ رہے ہیں ۔ ہندوؤں نے ان کو وہاں سے نکال باہر کرنے کی تحریک شروع کی ۔ اس تحریک میں فیڈرل وصوبائی حکومت، ضلعی انتظامیہ اور انتہاپسند ہندو سب کے سب شامل ہیں۔ حالیہ واقعہ آسام کے ضلع دارنگ میں پیش آیا جہاں بھارتی حکومت نے شہریت بل کی آڑ میں مسلمانوں کی ایک بستی کو خالی کروانے کے لیے کارروائی شروع کی۔ کچھ مسلمانوں نے مزاحمت کی تو ضلعی انتظامیہ نے اندھادھند فائرنگ کر کے کئی مسلمانوں کو زخمی کر دیا جبکہ صدام حسین اور فرید احمد نامی مسلمان شہید ہو گئے۔ بھارت میں ایسے واقعات روز کا معمول بن چکے ہیں لیکن میڈیا میں نہیں آتے ۔ اس واقعہ میں ہوا یہ کہ ایک سرکاری فوٹو گرافر پولیس کے سامنے شہید مسلمان کی لاش پر چڑھ کر اُچھلتا رہا اور مسلمانوں سے نفرت کا اظہار کرتا رہا۔ اس کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی ۔ اس کے بعد انڈیا میں بھی اس واقعہ کے خلاف آواز اُٹھی اور پاکستان سمیت تمام مسلمان ممالک میں بھی تشویش کی لہر دوڑ گئی ۔ عوام الناس اور علماء نے بھی اس پر بات کی۔ پھر عالم اسلام میں سے کچھ عرب ممالک میں بھی اس واقعہ کی مذمت کی گئی۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال یہ ہے کہ آخر مودی ایسا کیوں کر رہا ہے؟ مودی کا ریاستی بیانیہ دراصل آر ایس ایس کا بیانیہ ہے جس کا مقصد بھارت کو ایک کٹر ہندو ریاست بنانا ہے ۔ چنانچہ انہوں نے تمام اقلیتوں کو ٹارگٹ کرنا شروع کر دیا ہے ۔ لیکن چونکہ مسلمان وہاں کی سب سے بڑی اقلیت ہیں اس لیے سب سے زیادہ ٹارگٹ بھی مسلمانوں کو کیا جاتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں نے وہاں تقریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی ہے اس لیے بھی آر ایس ایس اور بی جے پی مسلمانوں سے انتقام لینا چاہتی ہیں ۔ بہت سارے لوگوں کا خیال ہے کہ جس طرح نازی جرمنی نے یہودیوں کا قتل عام کیا تھا اسی طرح بی جے پی بھی بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی کرنا چاہتی ہے ۔ جہاں تک انسانی حقوق کی تناظیم کی بات ہے کہ وہ اس معاملے پر تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہیں ۔ امریکہ کے مذہبی آزادی کے کمیشن کی رپورٹ ہو، ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹس ہوں یا ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹس ہوں ان میں وہ اعداد وشمار ضرور پیش کرتے ہیں لیکن اس سے آگے بڑھ کر کچھ نہیں کرتے ۔ ان رپورٹس میں یہ ضرور کہا جاتا ہے کہ انڈیا میں اقلیتوں کی صورتحال اچھی نہیں ہے لیکن اس سے بڑھ کر وہ کوئی بات نہیں کرتے ۔ خود امریکہ میں بھی سیاہ فاموں کے خلاف نفرت انگیز کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں ۔ کچھ عرصہ قبل ہی ایک سیاہ فام جارج فلائیڈ کے قتل کا واقعہ بہت مشہور ہوا تھا۔ ایک سفید فام پولیس آفیسر نے اس کی گردن کے اوپر اپنا گھٹنا رکھا اور جب تک وہ مرا نہیں اس وقت تک اپنا گھٹنا نہیں ہٹایا۔ جس پر وہاں کے سیاہ فاموں نے بھرپور احتجاج کیا اور اپنے حقوق کے لیے جدوجہد شروع کی۔ اس کے نتائج یہ ہیں کہ آج جب بھی وہاں کوئی بڑی تقریب ہوتی ہے تو اس میں سب اپنا ایک گھٹنا نیچے ٹیک کر سیاہ فاموں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں ۔ یعنی سیاہ فاموں نے وہاں پہ اس کو یاد رکھوایا ہے ۔ اسی لیے اس پولیس آفیسر کو بڑی سخت سزا بھی ہوئی ۔ اس سزا میں اصل کردار سیاہ فاموں کا اپنا ہے کہ انہوں نے وہاں کے فاشسٹوں کو چیلنج کیا۔ دوسری طرف انڈیا میں مسلمانوں کو اتنی آزادی نہیں ہے اور پھر مغربی طاقتیں بھی بھارت کے سیاہ چہرے کو چھپانے کی کوشش کرتی ہیں کیونکہ ان کو اس علاقے کی گریٹ گیم کے لیے انڈیا کی ضرورت ہے۔ پاکستانی سول سوسائٹی (موم بتی مافیا) بھی انڈیا کی محبت میں ایسے گرفتار ہے کہ انڈیا چاہے جتنا بھی ظلم کر لے اس سوسائٹی کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلتا۔ بہرحال آسام والے

واقعہ پر پاکستان میں بھی، عرب ممالک میں بھی اور خود انڈیا میں بھی بہت ردعمل سامنے آیا ہے۔

سوال: ایوب بیگ مرزا صاحب آپ نے حال ہی میں اپنے ایک کالم میں ہندو کو بحیثیت قوم احسان فراموش اور محسن کش لکھا ہے۔آپ نے یہ کس بنیاد پر کہا؟

ایوب بیگ مرزا: برصغیر پر مسلمانوں نے تقریباً چھ سو سال حکومت کی۔ان میں غوری، تغلق، مغل یعنی تمام مسلمان تھے۔یہ مطلق العنان حکمران ہوتے تھے۔ان کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون ہوتا تھا۔وہ جو چاہتا تھا کرتا تھا کوئی اس کے سامنے بول نہیں سکتا تھا۔لیکن اس کے باوجود اس وقت بھی ہندوستان میں ہندو اکثریت رہی اور ابھی تک ہندو اکثریت میں ہیں۔اگر مسلمان جبر سے کام لیتے بی جے پی کی طرح زبردستی لوگوں کا مذہب تبدیل کرتے یا دیگر مذاہب کے لوگوں کے لیے دھرتی تنگ کر دیتے تو آج ہندوؤں کی اکثریت نہ ہوتی اور بھارت بھوٹان جتنا ایک چھوٹا سا ملک ہوتا۔لیکن مسلمانوں نے اسلامی اصول لا اکراہ فی الدین (دین میں کوئی جبر نہیں ہے) پر سختی سے عمل کیا۔بلکہ ہمارے اکبر جیسے بعض بادشاہوں نے تو اسلامی عقائد کی دھجیاں اُڑاتے ہوئے ہندوؤں کی اس قدر پذیرائی اور حوصلہ افزائی کی کہ ہندوؤں میں اضافہ ہوا۔اکبر نے تو ہندوؤں میں شادیاں بھی کیں حالانکہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح ہند کے مسلم حکمرانوں میں اورنگ زیب عالمگیر کو سب سے زیادہ اسلام پسند اور کٹر مسلم حکمران مانا جاتا ہے لیکن اس نے بھی غیر مسلموں پر مذہبی لحاظ سے کوئی سختی نہیں کی بلکہ اس نے ہندوؤں کے مندروں کے لیے سرکاری سطح پر ماہانہ فنڈز مقرر کیے۔یعنی مسلمانوں نے اپنے دور حکومت میں ہندوؤں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جس سے اقلیتوں اور دوسرے مذاہب کو فائدہ ہوا اور ان میں باقاعدہ اضافہ ہوا۔یہ مسلمانوں کا حسن سلوک تھا۔ لیکن ہندوؤں نے 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کو دبانے، کچلنے اور پسماندہ رکھنے میں کھل کر انگریزوں کا ساتھ دیا۔ پھر تقسیم ہند کے وقت جس پیمانے پر مسلمانوں کا قتل ہوا اس کے پیچھے بھی ہندو متعصب ذہنیت کا ہاتھ تھا۔اس وقت مہاجرین کے ساتھ ایسے ایسے ظلم ہوئے کہ قائداعظم جیسا مضبوط اعصاب کا مالک شخص بھی جذباتی ہوگیا۔اس دوران ہندو بلوائیوں نے مسلمانوں کے گھر جلائے، جائیدادیں چھین لیں۔یہاں تک کہ مسلمان عورتوں کی عزتیں لوٹیں۔ بے شمار مسلم عورتوں نے اپنی عزتیں بچانے کے لیے کنوؤں میں چھلانگیں لگائیں اور بے شمار لاپتہ ہوگئیں جو آج تک نہیں مل سکیں۔اس درندگی کے پیچھے بھی متعصب ہندو ذہنیت کارفرما تھی۔ اس لیے میں ہندوؤں کو احسان فراموش کہتا ہوں۔اسی طرح عالمی سطح پر جب ان کو موقع ملا انہوں نے پاکستان کی پیٹھ میں خنجر گھونپا۔اب جو کچھ یہ کشمیر میں کر رہے ہیں یہ بھی محسن کشی ہے۔اس کے علاوہ جہاں بھی مسلمانوں کا کوئی مفاد ہوتا ہے وہاں یہ لازماً مسلمانوں کے خلاف جاتے ہیں۔ پاکستان میں دہشت گردی کروانے کے لیے انہوں نے افغانستان میں کیمپ کھولے ہوئے تھے۔یہ ساری چیزیں یہ بتاتی ہیں کہ یہ قوم ایک احسان فراموش بلکہ محسن کش قوم ہے۔

> ہندوستان کا تقریباً ہر اعلیٰ پولیس افسر مسلم مخالف وحشت کو انجام دینے کی ٹریننگ اسرائیل سے لیتا ہے۔ ہندوستان سے پورا آئی پی ایس کا بیچ ٹریننگ کے لیے اسرائیل بھیجا جاتا ہے۔

سوال: بھارتی مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف کویت میں حکومتی اور عوامی سطح پر بھارتی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم شروع ہوئی ہے۔ اس حوالے سے وہاں کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

ڈاکٹر ارشد محسن: ہمارے لیے دنیا کا سب سے بڑا سچ اللہ کا کلام یعنی قرآن مجید ہے۔اپنی کتاب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“ (المائدہ:82)

آج یہودی فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں اور ہندو مشرک بھارت میں مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں اور مسلم دشمنی میں یہ دونوں سب سے بڑھ کر ہیں۔ظلم واستبداد نے تمام بھارتی مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اس پر عالم اسلام میں غم وغصہ کا ابھرنا فطری ہے۔عرب دنیا میں بھی بھارتی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی تصاویر نے ہلچل مچا دی ہے کیونکہ وہ بھی مسلمان ہیں اور قرآن کے مطابق وہ بھی ہمارے بھائی ہی ہیں۔سب سے زیادہ غم وغصہ کویت میں دیکھنے کو مل رہا ہے۔وہاں نہ صرف کویتی پارلیمنٹ بلکہ کونسل آف منسٹرز اور عوام الناس بھی بھارت کی ریاستی دہشت گردی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔کویتی مسلمان بھارتی مصنوعات کے بائیکاٹ کے لیے پوری طرح متحد ہو چکے ہیں اور یہ بائیکاٹ مہم زور پکڑتی جا رہی ہے۔عالم عرب میں اس وقت سوشل میڈیا پر دو ہیش ٹیگ ہر طرف چھائے ہوئے ہیں۔ پہلا ہے: ”الهند تقتل المسلمین“۔یعنی بھارت مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ دوسرا ہے: ”مقاطعة المنتجات الهندية“ یعنی آؤ بھارتی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔اللہ ان تمام ذی شعور مسلمانوں کو جزائے خیر دے کہ جنہوں نے مظلوم بھارتی مسلمانوں کی نصرت کی آواز اٹھائی ہے۔

سوال: بعض تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ اسلاموفوبیا سے متعلق مودی حکومت کی پالیسیاں بھارت کی بجائے اسرائیل میں بن رہی ہیں۔کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ڈاکٹر ارشد محسن: بالکل! یہ صحیح بات ہے۔قرآن مجید گواہی دیتا ہے کہ مسلمانوں سے دشمنی کے معاملے میں مشرک سے پہلے یہود متحرک ہوگا۔یہ کلیہ قیامت تک بدلنے والا نہیں۔آج ہندوستان میں مشرک پولیس والے انتہائی درندگی سے نہتے مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح مقبوضہ فلسطین کے اندر اسرائیلی پولیس مجبور، محصور اور معصوم فلسطینیوں پر حملہ آور ہوتی ہے۔ان دونوں ممالک کی پولیس میں اتنی مماثلت کیوں ہے؟ کیونکہ ہندوستان کا تقریباً ہر اعلیٰ پولیس افسر مسلم مخالف وحشت کو انجام دینے کی ٹریننگ اسرائیل سے لیتا ہے۔ہندوستان سے پورا کا پورا آئی پی ایس کا بیچ ٹریننگ کے لیے اسرائیل بھیجا جاتا ہے۔اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ ظالم صہیونی تنظیم اور ہندوستان کی دہشت گرد آر ایس ایس کھلے عام ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔مسلم مخالف مہم کی اکثر و بیشتر سازشیں تل ابیب میں رچی جاتی ہیں۔اسلام کے دو اعلانیہ دشمن متحد ہو کر جارحیت کے ساتھ امت مسلمہ پر حملہ آور ہو چکے ہیں لیکن مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ علاقائی، قومی اور لسانی تفرقات میں بٹے ہوئے

ہیں۔اس وقت دنیا کے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مل کر اپنے مشترکہ دشمنوں یعنی یہود اور مشرکین کی سازشوں کا مقابلہ کریں۔

سوال: ڈاکٹر ارشد محسن کے مطابق عرب بھارتی مظالم کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔آسام کے حالیہ واقعہ کے حوالے سے پاکستان بھارتی مصنوعات کا بائیکاٹ کس طرح کرے؟

ایوب بیگ مرزا: ڈاکٹر صاحب نے بالکل ٹھیک فرمایا کہ ہمارے اصل دشمن یہودی اور مشرک ہیں۔قرآن پاک نے اس بات کو 1400 سال پہلے ہی واضح کر دیا تھا۔امت مسلمہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ کفار اور طاغوتی قوتوں سے کھلم کھلا جنگ کر سکے لہٰذا بائیکاٹ بہت ہی موثر ہتھیار ہے۔مسلمانوں نے فرانس کے خلاف بھی اس ہتھیار کو استعمال کیا تھا۔ اگرچہ وہ بھی پوری طرح استعمال نہیں ہوا تھا لیکن اس کے باوجود فرانس کی چیخیں نکلنی شروع ہو گئی تھیں۔اگر پوری طرح یہ ہتھیار استعمال ہوتا تو یقیناً فرانس گھٹنوں کے بل گرتا۔اسی طرح بھارت سے بھی بہت سارے ہندو جا کر عرب ممالک میں روزگار حاصل کرتے ہیں۔ بھارتی مصنوعات بھی عرب ممالک میں جاتی ہیں۔لہٰذا عرب اگر بھارتی مصنوعات کا بائیکاٹ منظم طریقے سے کرتے ہیں تو بھارت بھی گھٹنوں کے بل گر جائے گا۔ پاکستان کا تو بھارت ازلی دشمن ہے لہٰذا اگر عرب بائیکاٹ کرتے ہیں تو پاکستان کو آگے بڑھ کر اس مہم کو لیڈ کرنا چاہیے۔ اس معاملے میں حکومت اور عوام دونوں کو مل کر کام کرنا پڑے گا تب ہی یہ بائیکاٹ کامیاب ہوگا۔اب عربوں کو سمجھ جانا چاہیے کہ ہندو صرف پاکستانی مسلمانوں کا دشمن نہیں ہے بلکہ عربوں کا بھی دشمن ہے۔کیا عرب دیکھتے نہیں کہ انڈیا کے اسرائیل کے ساتھ کتنے قریبی اور دوستانہ تعلقات ہیں۔ہمیں ان دونوں کا مکمل بائیکاٹ مل کر کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ ان کی مخالفت کرنی چاہیے۔

سوال: معروف بھارتی صحافی خشونت سنگھ نے اپنی کتاب The End of India میں لکھا تھا کہ پاکستان یا دنیا کا کوئی بھی ملک بھارت کو تباہ نہیں کرے گا بلکہ یہ اپنے ہی متعصبانہ رویوں کی بدولت خودکشی کا ارتکاب کرے گا۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ انڈیا اقلیتوں کے حوالے سے اپنے متعصب اور تنگ نظر رویے کی بدولت اپنے انجام کی طرف گامزن ہے؟

رضاء الحق: انڈیا نے آغاز میں خود کو ایک سیکولر ریاست کے طور پر متعارف کروایا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اس کا اپنی اقلیتوں کے ساتھ رویہ متعصبانہ ہوتا چلا گیا۔ بالخصوص مسلمانوں اور سکھوں کے خلاف بھارتی حکومتوں نے کھل کر اقدامات کیے۔کیونکہ یہ وہاں کی بڑی اقلیتیں تھیں۔پھر جب بھارت میں انتہا پسند ہندوتوا کے نظریہ نے غلبہ حاصل کیا اور اس کے تحت بی جے پی کو حکومت میں لایا گیا تو ہندوتوا کا ایجنڈا کھل کر سامنے آ گیا اور واضح ہو گیا کہ بی جے پی اکھنڈ بھارت کے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ اصل میں ہندوتوا اپنے متعصبانہ ذہنیت کی وجہ سے کسی دوسرے کو برداشت نہیں کرتی اور اپنا غلبہ چاہتی ہے لیکن حقیقت میں اس طرح وہ اپنے آپ کو ہی کمزور کر رہے ہوتے ہیں۔اس وقت بھی ہندوتوا کے متعصبانہ رویے کی وجہ سے انڈیا میں تقریباً 17 سے 21 تک علیحدگی پسند تحریکیں چل رہی ہیں۔ خالصتان کی تحریک ہے، کشمیر کی تحریک ہے پھر مشرقی انڈیا میں منی پور، ناگا لینڈ، میزورام سمیت کئی ریاستوں میں علیحدگی پسند تحریکیں چل رہی ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب بھی وہاں ہندو مذہبی طبقہ حکومت میں آیا ہے تو ہندوستان کے ٹکڑے ہوئے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ اس طبقہ کا متعصبانہ رویہ رہا ہے۔اب بھی جب سے بی جے پی حکومت میں آئی ہے تو اقلیتوں خاص طور پر مسلمانوں کو ٹارگٹ کر کے ان کے خلاف نفرت پیدا کی جارہی ہے۔ 2018ء میں انڈیا روہنگیا مسلمانوں کو ڈی پورٹ کر دیتا ہے کہ ہم ان کو اب برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر 5 اگست 2019ء میں بھارت نے آئین کی شق 370 اور 35-A کو ختم کر کے کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر دی۔ دسمبر 2020ء میں دہلی میں ایک مظاہرے میں 30 کے قریب مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔ پھر ان واقعات میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا اور اب تک تقریباً 300 مسلمان وہاں شہید کر دیے گئے ہیں۔ اپریل 2020ء میں یوپی کے بی جے پی لیڈر سریش تریوانی نے کہا کہ کورونا وائرس مسلمانوں کی وجہ سے آیا۔2019ء سے اب تک بھارتی میڈیا اور بی جے پی مسلمانوں کے خلاف آر ایس ایس کی زبان بول رہے ہیں 2020ء میں بھارتی سپریم کورٹ نے بابری مسجد کا فیصلہ ہندوتوا کے حق میں دے دیا۔پھر اسی دوران گجرات میں دوبارہ فسادات کروا کر مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔اسی طرح دہلی میں بھی مسلمانوں کی نسل کشی کا آغاز انہوں نے فیضان نامی لڑکے کو شہید کرنے سے کیا اور اس کے بعد ہی واقعات بڑھتے چلے گئے۔تقریباً 400 مسلمانوں کو وہاں شہید کیا گیا۔ بی جے پی اور آر ایس ایس کے لیڈر کھلم کھلا بیانات دے رہے ہیں کہ مسلمانوں کا بھارت میں کوئی حق نہیں، ان کو یہاں سے نکال دو یا گولی مار دو۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خشونت سنگھ کی بات درست ثابت ہو رہی ہے۔

سوال: نریندر مودی اور اس کی جماعت ہندوؤں کو ایک عرصہ سے اکھنڈ بھارت کا خواب دکھا رہے ہیں۔یہ محض الیکشن سٹنٹ ہے یا اس نعرے میں کوئی حقیقت بھی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بھارتی انتہا پسند ہندوؤں کا ہندوتوا اور اکھنڈ بھارت کا پروپیگنڈا بے بنیاد اور مضحکہ خیز ہے کیونکہ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو ہندوستان کبھی اکھنڈ بھارت رہا ہی نہیں۔یعنی ہندو کبھی ہندوستان کو متحد رکھ ہی نہیں سکا تو اکھنڈ بھارت کا دعویٰ کس منہ سے کر رہا ہے۔ ہندو موریا سلطنت کی مثال دیتے ہیں جس کے پیچھے ہندو متعصب فلسفی کوٹلیہ چانکیہ کا فلسفہ کارفرما تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ موریا خاندان بھی پورے ہندوستان پر حکومت نہیں کر سکا اور پھر موریا سلطنت کا سب سے بڑا بادشاہ جس اشوک کو مانا جاتا ہے وہ تو بدھ مت کا پیروکار تھا۔لہٰذا ہندوؤں کا اکھنڈ بھارت کا دعویٰ بالکل بے بنیاد اور جھوٹا ہے۔ اس کے بعد وسط ایشیا سے گجروں نے آکر کشان سلطنت قائم کی لیکن وہ بھی بدھ مت کے پیروکار تھے۔ سچ یہ ہے کہ اس دور میں ہندومت تقریباً مٹ چکا تھا۔لیکن پھر چالاک برہمن نے گجروں کی بالادستی قبول کر لی اور امن کی آشا کے نام پر ہندومت کو دوبارہ پھیلانا شروع کیا۔پھر مسلمانوں کی آمد تک ہندوستان میں گجروں کی ہی حکومت رہی۔ اس دور میں بھی کبھی ہندوستان متحد نہیں رہا بلکہ مختلف ریاستوں اور راجواڑوں میں بٹا رہا۔ ہندوستان کو اگر کسی نے مکمل طور پر متحد کیا ہے تو وہ مغل تھے

اور اس کے بعد انگریز تھے۔ پھر تاریخی حقیقت یہ بھی ہے کہ جب بھی ہندوستان پر برہمن سامراج کی حکومت قائم ہوئی ہے تو ہندوستان کو ٹکڑے ہونے میں دیر نہیں لگی۔ کیونکہ ہندو مذہبی طبقہ اپنے سوا تمام انسانوں کی نفی کرتا ہے اور انہیں ذات پات میں تقسیم کر کے جینے کا حق چھین لیتا ہے۔ قبل مسیح میں موریا سلطنت کو بھی کٹر ہندو متعصبانہ ذہنیت نے آخر کار خاک میں ملایا تھا اور وسط ایشیا سے آئے گجر ان پر خدا کا کوڑا بن کر نازل ہوئے۔ دوسری مرتبہ تیسری صدی عیسوی میں کٹر ہندو گپتا حکومت اُبھری وہ بھی ہندوستان کے صرف ایک حصے تک محدود تھی لیکن جلد ہی اپنے متعصبانہ سلوک کی وجہ سے مٹ گئی اور گجر دوبارہ حکومت میں آ گئے۔ آج پھر ہندوستان پر آر ایس ایس اور بی جے پی کی صورت میں برہمن مسلط ہو چکا ہے اور اس نے سکھوں، دلتوں، عیسائیوں، مسلمانوں سمیت تمام اقلیتوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔ کچھ عرصہ سے پنجاب کے جٹوں کی زندگی بھی مشکل کر دی ہے اور اب بی جے پی حکومت گجروں کے خلاف میدان میں اُتر چکی ہے۔ متعصب برہمن ہندوستان کی تاریخ سے گجروں کا نام مٹا کر ہندوستان کی پوری تاریخ کو اپنے نام کرنا چاہتا ہے اور یہ بھی ہندوتوا کے ایجنڈے کا حصہ ہے۔ لیکن ہوگا یہ کہ برہمن کے اس رویے کی وجہ سے جس طرح پہلے ہندوستان ٹکڑے ہوتا رہا ہے اسی طرح اب بھی ہوگا۔ خالصتان سمیت کئی تحریکیں پہلے ہی چل رہی ہیں اور اب گجروں نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ جس طرح انہوں نے 1857ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کی تھی اسی طرح اب بھی بغاوت کریں گے۔ یعنی تاریخی لحاظ سے تیسری مرتبہ برہمن کی حکومت قائم ہوئی اور اس مرتبہ پھر اس کے متعصبانہ اور نفرت انگیز رویے کی وجہ سے یہ بات نوشتۂ دیوار بن چکی ہے کہ انڈیا کے ٹکڑے ہوں گے۔

سوال: بھارت نے اپنے دفاعی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے روس کے ساتھ S-400 میزائل سسٹم کا معاہدہ کیا ہے۔ امریکی نائب وزیر خارجہ نے اپنے حالیہ دورہ میں اس معاہدے پر انتہائی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا ہے۔ کیا S-400 میزائل سسٹم کے معاہدے کی وجہ سے امریکہ بھارت پر بھی ترکی جیسی پابندیاں عائد کرے گا۔ اور یہ معاہدہ کینسل نہ ہونے کی صورت میں امریکہ بھارت تعلقات کس حد تک متاثر ہوں گے؟

رضاء الحق: اس وقت دنیا کے حالات ایسے ہیں کہ سٹریٹیجک اتحاد بنے ہوئے ہیں کہ ایک طرف امریکہ کا گروپ ہے جس میں انڈیا شامل ہو چکا ہے۔ دوسری طرف چین اور روس کا گروپ ہے جس میں پاکستان سمیت کئی دوسرے ممالک شامل ہو چکے ہیں۔ لیکن جہاں اسلحہ کی فروخت اور تجارت کا معاملہ آتا ہے تو ہر ملک کوشش کرتا ہے کہ اس کی تجارت بڑھے۔ اس لیے روس کی انڈیا کے ساتھ بھی تجارت ہے۔ انڈیا اس وقت روس سے S-400 میزائل سسٹم لے رہا ہے جو اس وقت کا جدید ترین سسٹم سمجھا جاتا ہے۔ ترکی نے لیا تو اس پر امریکہ نے کچھ پابندیاں لگائیں۔ انڈیا سے بھی اس پر امریکہ نے ناراضگی کا اظہار ضرور کیا لیکن چونکہ انڈیا امریکہ کی ضرورت بن چکا ہے اس وجہ سے کوئی ٹھوس ردعمل نہیں دیا۔

سوال: دفاعی نظام کی بات ہوئی تو یہ ممکن نہیں کہ محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان مرحوم کا ذکر نہ آئے۔ آپ کے نزدیک بھارت کے پاکستان کے خلاف جارحانہ عزائم کو خاک میں ملانے اور پاکستان کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالقدیر خان مرحوم کیا حیثیت رکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ڈاکٹر عبدالقدیر خان یقیناً محسن پاکستان تھے۔ انہوں نے دفاع کے حوالے سے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ البتہ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ہمارا ایٹمی پروگرام ان کے دور میں شروع نہیں ہوا تھا بلکہ یہ پروگرام آئی ایچ عثمانی اور ڈاکٹر منیر کے زمانے سے شروع ہوا۔ آئی ایچ عثمانی ہمارے ایٹمی انرجی کے سربراہ تھے لیکن وہ اس کو ویپنائز کرنے کے خلاف تھے۔ جب ڈاکٹر عبدالقدیر خان آئے تو اس پراجیکٹ میں جان پڑ گئی اور بہت تیزی سے آگے بڑھا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا جو مرحوم نے کیا۔ ظاہر ہے اکیلا آدمی کچھ نہیں کر سکتا یہ ان کی پوری ٹیم کا کارنامہ تھا اور یہ ٹیم لیڈر تھے، لہٰذا اس کا سہرا اُن ہی کے سر بندھے گا۔ 1974ء میں جب پکھران میں انڈیا نے ایٹمی تجربہ کیا تو ڈاکٹر عبدالقدیر خان خود تشریف لائے تھے اور ذوالفقار علی بھٹو کو آ کر ملے تھے اور اپنا پروگرام پیش کیا تھا۔ پھر انہوں نے ہی ہمارے ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھی ہے۔ اسی وجہ سے کہوٹہ لیبارٹری کو ان کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ تمام دشمنانِ اسلام امریکہ، اسرائیل، انڈیا وغیرہ سب ان کے دشمن تھے۔ بہرحال انہوں نے پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے میں کلیدی اور اہم ترین رول ادا کیا جو ان کا پاکستان پر بہت بڑا احسان ہے۔ انہیں جو محسن پاکستان کہا جاتا ہے ہمارے پاس لفظ یہی ہے اس لیے ہم یہی کہہ سکتے ہیں، ورنہ وہ اس سے بڑے لقب کے اہل تھے۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ نائن الیون کے بعد امریکہ کی ایما پر ہماری کسی بھی حکومت نے ان سے اچھا سلوک نہیں، ان سے بدسلوکی ہوئی جس پر وہ خود بھی بڑے دل گرفتہ تھے اور ہمیں بھی افسوس ہے کہ ہم نے اپنے محسن کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ انتقال کے وقت بھی وہ نظر بندی کی کیفیت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے۔ ان کی کوتاہیوں کو معاف کرے۔ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر دینی گھرانے کو اپنے بچوں، بیٹا، عمر 25 سال قد 5.5، تعلیم میٹرک، برسرروزگار اور بیٹی، عمر 23 سال، قد 5.5، تعلیم انٹر کے لیے دینی مزاج کے حامل رشتے درکار ہیں۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0320-4458520
0321-4477444

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ ندائے خلافت کے ادارتی معاون فرید اللہ مروت کی خالہ وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھَا وَ ارْحَمْھَا وَ اَدْخِلْھَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَ حَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

تنظیم عالم قاسمی

عرب قوم جس کے درمیان رسول اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی، پلے، بڑھے اور جوان ہوئے، یقینا وہ ایک خونخوار اور جنگجو قوم تھی، تہذیب وتمدن سے نابلد، برائیوں کی خوگر، معرفت الٰہی سے کوسوں دور اور طبیعت کے اعتبار سے انتہائی سخت، اُجڈ اور گنوار تھی، تمام قبائل ایک خدا کو چھوڑ کر سینکڑوں دیوی، دیوتاؤں کو سجدہ کرتے تھے، خوبصورت پتھر اور مورتی کو اپنا معبود تصور کرتے اور اگر اس سے بہتر کوئی پتھر نظر آتا تو اسے چھوڑ کر دوسرے کے گرویدہ ہوجاتے، غرض معبود اور خدا کا عقیدہ ایک مذاق بن چکا تھا، چوری، زناکاری، شراب نوشی، قتل وغارت گری ایک عام بات تھی، جانوں کی قیمت ان کے نزدیک درخت کے اس پتہ سے زیادہ نہیں تھی جسے لوگ چلتے چلتے توڑ لیتے ہیں، ایک جنگ کا سلسلہ پشتہا پشت جاری رہتا، نہ وہاں کوئی مصلح تھا اور نہ ماننے کا مزاج، لڑکیوں کی ولادت سے انہیں شرم آتی، عورتوں کو ان کے معاشرہ میں جینے کا حق نہیں تھا، گویا انسان اور جانور کا فرق مٹ چکا تھا۔

قرآن نے اہل عرب کی اس حالت کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے: "اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ دل میں گھٹتا رہتا ہے اس بری خبر پر وہ لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے، آیا اس مولود کو ذلت اور زحمت کی حالت میں لئے رہے یا اسے مٹی میں گاڑ دے۔" (النحل:59)

عرب معاشرہ میں لڑکیوں کا وجود باعث عار تھا، ایسی سخت، سنگدل اور جاہل قوم کے لیے وحدانیت اور معرفت الٰہی کا پیغام قبول کرنا آسان نہ تھا، مگر قربان جائیے رسول اکرم ﷺ پر جنھوں نے اپنی محنت، جدوجہد، بے چین قلب، حکمت بالغہ، شیریں زبانی اور اخلاق کریمانہ کے ذریعہ توحید کا پرچم مکہ کی سنگلاخ زمین میں لہرایا اور دیکھتے ہی دیکھتے 23 سال کے مختصر عرصہ میں عالم عرب کے بیشتر ممالک میں اسلام کے ترانے گائے جانے لگے، نفرتیں محبت میں تبدیل ہوگئیں، بت گر بت شکن ہوگئے، شراب گلیوں میں بہنے لگی، جھوٹ، غیبت، حسد اور جلن کا چلن ختم ہوگیا، زناکاری کے تصور سے دل کانپنے لگا، عورت اب پھول کی طرح ہر گھر کی چہیتی بن گئی، اُجڈ قوم مہذب بن گئی، خوف خدا اور آخرت کے ڈر نے انہیں لاغر بنا دیا، جہنم کے ڈراؤنے منظر اور عذاب قبر کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے اور اتنا روتے تھے کہ ہچکیاں بندھ جاتیں، جنت کی تڑپ اور طلب میں سارا مال خرچ کردینا ان کے لئے ایک معمولی بات تھی، حاصل یہ کہ سینکڑوں معبودوں کے بجائے اب تمام بندوں کا ایک خدا سے تعلق استوار ہوچکا تھا، یہ شہنشاہِ مدینہ رسول اکرم ﷺ کی عالی صحبت، فیضان نظر اور اعجاز ہی تو تھا کہ شرک وبت پرستی کے عادی انسان خدا کا شیدائی بن گیا، مولانا الطاف حسین حالی نے اس سحر انگیزی کو بیان کرتے ہوئے کہا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلادی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگادی
اک آواز میں سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت وجبل نام حق سے
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا
حقیقت کا گُر ان کو ایک ایک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر
(مسدس حالی، ص 31)

وہ لوگ جو کسی حیثیت کے مالک نہ تھے، گمراہ اور بدچلن تھے، رسول رحمت ﷺ کی نظر کرم نے ان کو نہ صرف ہدایت کا راستہ دیا بلکہ ساری کائنات کے لئے شمع ہدایت کا تمغہ عطا کیا، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔'' (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام ؓ کا امتحان خدا نے لیا، ان کے ایمان، تقویٰ، عدالت وصداقت کو جانچا اور پرکھا، وہ اتنے کھرے نکلے کہ قرآن نے ہمیشہ کے لیے ان سے اللہ کی رضامندی کا اعلان کردیا، انہیں معیار حق بنایا بلکہ انبیاء کرام ؑ کے بعد سب سے افضل اور بہتر انسان قرار دیا، ارشاد باری ہے: ''یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ نے تقویٰ کے لئے خالص کردیا ہے، ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔'' (سورہ حجرات:3)

اللہ کے نبی ﷺ نے لوگوں کو تنبیہ کی کہ کوئی میرے بعد میرے صحابہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ نہ بنائے، ان سے محبت کرو اس لئے کہ ان سے محبت مجھ سے محبت کرنا ہے اور ان سے بغض، حسد اور دشمنی گویا میری ذات سے دشمنی ہے (ترمذی) بلاشبہ قرآن وحدیث، سنت رسول اور پوری شریعت ان کے توسط سے ملی ہیں، اگر ان کی عدالت وامانت پر کوئی حرف آجائے تو پورا ذخیرۂ اسلام مشکوک ہوجائے گا، یہ خدا کا انتخاب تھا کہ آخری شریعت کی اشاعت اور اقصائے عالم میں پھیلانے کے لئے اپنے رسول کو ایسے شاگرد عطا کئے جو پہلے گنوار تھے مہذب بن گئے۔ مشرک تھے موحد ہوگئے، سخت تھے نرم ہوگئے، ذلیل تھے دنیا کے امام بن گئے، حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو صدیقیت کا مقام نہ ملتا اگر رسول اکرم ﷺ کی معیت نصیب نہ ہوتی، حضرت عمر فاروق ؓ کو فاروق، حضرت عثمان غنی ؓ کو غنی اور ذوالنورین (دو روشنی والے) اور حضرت علی ؓ کو شیر خدا کا خطاب اور اعزاز رسول رحمت ﷺ کی صحبت اور محبت کا اثر ہے، حضرت بلال ؓ اور حضرت سلمان فارسی ؓ عرب کے باہر سے تشریف لائے، کوئی تعارف اور شناسائی نہیں، پہلے غلام تھے لیکن اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے انہیں وہ مقام عطا کیا کہ تمام مسلمان کے وہ چہیتے اور سردار بن گئے، بقول شاعر

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ماہ ربیع الاوّل اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مولانا حبیب الرحمن

ربیع الاوّل وہ مبارک مہینہ ہے، جس میں رب العالمین نے محسنِ انسانیت، پیغمبرِ اعظم ﷺ کو رحمتِ مجسم بنا کر اس خاکدانِ عالم میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے اپنی روشن تعلیمات اور نورانی اخلاق کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف کفر وشرک اور جہالت کی مہیب تاریکیوں کو دور کر دیا؛ بلکہ لہو ولعب، بدعات ورسومات اور بے سروپا خرافات سے مسخ شدہ انسانیت کو اخلاق وشرافت، وقار وتمکنت اور سنت وشریعت کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کر دیا۔

اس محسنِ اعظم کا حق تو یہ تھا کہ ہمارے قلوب ہر لحظہ اس کی عظمت واحترام سے معمور اور ہمارے دلوں کی ہر دھڑکن اس کی تعظیم وتوقیر کی ترجمان ہوتی، ہمارا ہر عمل اس کے اسوۂ پاک کا نمونہ اور ہر حرکت وسکون اس کی سنتِ مطہرہ کے تابع ہوتا گویا ایک مسلمان کی مکمل زندگی سیرتِ رسول ﷺ کی تذکار اور اخلاقِ نبوی ﷺ کی جیتی جاگتی تصویر ہونی چاہیے۔ نہ یہ کہ دیگر اہلِ ادیان وملل کی طرح ہم بھی اس نبیٔ برحق کی یاد وتذکرہ کے لیے چند ایام کو مخصوص کر لیں اور پھر پورے سال بھولے سے بھی اس کی سیرت واخلاق کا ذکر زبان پر نہ لائیں۔ بلاشبہ آپ ﷺ کا تذکرہ اور آپ ﷺ کی یاد میں زندگی کے جتنے لمحات بھی گزر جائیں، وہ ہمارے لیے سعادت اور ذریعۂ نجاتِ آخرت ہیں۔

لیکن آہ کہ! آج رسولِ عربی ﷺ فداہ روحی، ابی، وامّی کے نام لیوا اور اس کے عشق ومحبت کے دعوے دار ماہِ ربیع الاوّل میں "عید میلاد النبی" کے دلنشین نام پر جو وقتی اور بے روح محفلیں منعقد کرتے ہیں، اس کے تصور ہی سے روح تھرا اٹھتی ہے اور کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ ملتِ اسلامیہ کی یہ کیسی بدبختی وبدنصیبی ہے کہ سیرتِ پاک اور میلاد النبی ﷺ کے نام پر اس ہڑبونگ، غل غپاڑہ اور طوفانِ بے تمیزی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کچھ دیر کے لیے شیطان بھی شرما جاتا ہے۔ دل کی دنیا تاریک وتباہ ہوتی جا رہی ہے؛ مگر اس کی فکر سے بے پرواہ بازاروں کے گلی اور کوچے برقی قمقموں سے منور اور خوشنما جھنڈیوں سے سجائے جاتے ہیں۔ چار چار اور چھ چھ گھنٹے حضورِ اقدس ﷺ کے نام پر جلوس میں گزار دیے جاتے ہیں؛ مگر اسلام کے رکنِ اوّلیں نماز کا خیال تک نہیں آتا۔ میلاد النبی کے ان جلسوں اور جلوسوں میں فکرِ ننگ وناموس سے بے نیاز ہو کر مردوں اور عورتوں کا ایسا اجتماع اور اختلاط ہوتا ہے کہ عہدِ جاہلیت کے مخلوط محافل بھی اس کے آگے ماند پڑ جاتے ہیں اور قوم وملت کا اس قدر سرمایہ ان سطحی اور غیر شرعی مجلسوں کی زیبائش وآرائش پر صرف ہوتا ہے کہ اس کا اندازہ بھی دشوار ہے۔

محسنِ کائنات کے عشق کے مدعیو! ذرا کچھ تو غور وفکر اور ہوش سے کام لو، وہ دعویٔ محبت یکسر فریب ہے جو اطاعت واتباع سے خالی ہو۔

لَوۡ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعۡتَهُ
اِنَّ الۡمُحِبَّ لِمَنۡ يُّحِبُّ مُطِيۡعُ

تم زبان سے محبتِ رسول کا دم بھرتے ہو؛ مگر تمہارے طور طریقے اور اعمال واشغال تعلیماتِ رسول، ہدایاتِ محبوب ﷺ کے سراسر خلاف ہیں۔ ہادیٔ اعظم ﷺ نے بالکل آخری وقت میں جب کہ نبض ڈوب رہی تھی اور نزع کا عالم طاری تھا تمہیں نماز کی وصیت فرمائی تھی۔ غیر محرم عورتوں سے اختلاط تو بڑی چیز ہے، ان کی جانب نظر اٹھانے کو بھی آپ ﷺ نے دین وایمان کی ہلاکت قرار دیا تھا۔ بیجا اسراف اور فضول خرچی سے تمہیں باز رہنے کی موکد ہدایت فرمائی تھی؛ لیکن آج انھیں کے نام پر ان جلسوں جلوسوں میں تم وہ سب کچھ کرتے ہو جس سے تمہارے محسن نے روکا تھا۔

خدارا ہوش میں آؤ اور دیکھو دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے اور تم ہو کہ ان سطحی اجتماعات اور غیر شرعی رسومات میں اپنی طاقت، سرمائے اور وقت کو برباد کر رہے ہو اور اس طرح اپنی دنیا کو تباہ وبرباد کرنے کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی بھی اپنے ہاتھوں خرید رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں اعلان فرما دیا ہے کہ دنیا وآخرت کی کامیابی اللہ کے احکام کے پورا کرنے اور رحمتِ عالم ﷺ کے طریقہ پر چلنے میں ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آجائے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہوجائے۔'' (النور:63)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

''جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے (یہ دنیا میں ہوگا اور آخرت میں) ان کے اچھے کاموں کے بدلے میں ان کو اجر دیں گے۔'' (النحل:97)

ان آیات پر غور کریں اور دیکھیں کہ ہم اپنے اعمال واخلاق کے ذریعہ اپنے آپ کو موردِ آفات اور مستحقِ عذاب بنا رہے ہیں یا دنیا میں حیاتِ طیبہ (راحت کی زندگی) اور آخرت میں اجر وثواب کے لائق بن رہے ہیں۔

رسولِ خدا ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

''یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے دل کو ایمان کے لیے خالص کر لیا اور اپنے دل کو (کفر وشرک اور نفسانی رذائل) سے پاک وصاف کر لیا، اپنی زبان کو سچا رکھا اپنے نفس کو مطمئن بنا لیا (کہ اس کو اللہ کی یاد سے اور اس کی مرضیات پر چلنے سے اطمنان وسکون ملتا ہو) اپنی طبیعت کو درست رکھا (کہ وہ برائی کی طرف نہ چلتی ہو) اپنے کان کو حق سننے والا بنایا اور اپنی آنکھ کو (ایمان کی نگاہ سے) دیکھنے والا بنایا۔'' (رواہ مسند احمد)

قرآن وحدیث میں یہ مضمون بار بار مختلف اسلوب میں بیان کیا گیا ہے کہ دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی اللہ اور اس کے پاک رسول ﷺ کی اطاعت میں منحصر ہے۔ اللہ رب العزت کی اطاعت وفرماں برداری ہی محبتِ رسول ﷺ کی کسوٹی اور معیار ہے۔ ''(اے رسول ﷺ) مسلمانوں سے کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو!''

اس لیے ہم سب کے لیے ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسول ﷺ کی صریح مخالفت کرتے ہوئے یہ میلاد النبی، اجلاس وجلوس، ہمیں فلاح وکامیابی کی جانب لے جا رہے ہیں یا دنیا وآخرت ناکامی اور خسارے کی جانب۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

......جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ربیع الاول وہ ماہ مبارک ہے جو نبی کریم ﷺ کی ولادت اور پھر اسی ماہ میں 23 سالہ مشن کی شاندار، پُرعزیمت تکمیل پر رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹ جانے کی یاددہانی کرواتا ہے۔ سواس نسبت سے ہمارے لیے یہ اپنے احتساب کا مہینہ بھی ہے۔ جو کل آپ کا مشن تھا وہ آج ہمارا فرض ہے جس کے لیے ہم رب تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہیں۔ جب تک پرچہ عمل ہاتھ میں ہے، قرآن کا عطا کردہ فرض، نصب العین بنا کر جیا جائے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ... تا آنکہ خالق مالک، رب العالمین کا بھیجا، محمد ﷺ کا پھیلایا دینِ حق، تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے۔ ہم اپنی ذات، اپنے گردوپیش، متعلقین پر اس دین کو غالب کرنے اور رکھنے کے مکلف ہیں۔ ع

میری زندگی کا مقصد ترے دین کی سرفرازی!

اس حوالے سے فکر ونظر کی مسلسل آبیاری ہماری ضرورت ہے۔ ہماری زندگی کا ہر لمحہ، ہر سانس اللہ اور رسول ﷺ سے منتھی ہے۔ اس یاد کو دنوں، مہینوں میں مقید نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ کا حکم آپؐ پر درود بھیجنے کا بھی واجب التسلیم، ہماری اپنی ضرورت بھی ہے۔ اگرچہ ہمارے صلوٰۃ ودرود کا نوحہ اقبال نے پڑھا تھا:

اب کہاں میرے نفس میں وہ حرارت وہ گداز
بے تب وتابِ دروں میری صلوٰۃ اور درود

ہر دعا کی طرح درود بھی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے۔ مثلاً دعا اولاد کی مانگی جاتی ہے۔ اس دعا کی قبولیت ذمہ داریوں کی لامنتہا فہرست ہمیں تھما دیتی ہے! اسی طرح درود، آپ پر جامع ترین دعائے رحمت ہے۔ اس میں آپؐ کے نام کو بلند کرنا، آپؐ کے لائے دین کا غالب ہونا سبھی شامل ہے۔ یہ سب کام ہیں جو ہم سے مطالبہ کرتے ہیں اس دعا میں عمل کا رنگ بھرنے کا! سو بھر بھر درود بھیجیے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کو بھیجنے والے کے نام کے ساتھ پہنچایا جاتا ہے۔ جواباً کریم نبی ﷺ کا درود کا تحفہ آپ کے نام بھی آئے گا۔ (طبرانی) اور اللہ تعالیٰ دس رحمتیں، دس مغفرتیں، دس درجات کی بلندی سے نوازے گا! ساتھ ہی کمربستہ ہوجایئے دین اللہ کی سربلندی کے لیے، کہ یہی اس ماہ مبارک پر شکرانے کا حق ہے۔

ہم قدم بہ قدم احادیث میں مذکور اگلے مراحل (جن سے دنیا کو گزرنا ہے) کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اللہ کی طرف سے مسلسل گلوبل انسان کی بے بسی، لاچاری، اس کی پلاننگ، عزائم کا ٹوٹنا اظہر من الشمس ہوکر سامنے آرہا ہے۔ سائنس، ٹیکنالوجی یکا یک صفر ہوجاتی ہے۔ وہ جو: **فعال لما یرید** ہے (وہ جو چاہے کر ڈالنے والا ہے)، **ولا یخاف عقبھا** ہے (اور اسے (اپنے فعل کے) کسی برے نتیجے (backlash) کا خوف نہیں ہوتا۔ قدرتی آفات کا اچانک پے در پے ٹوٹ پڑنا۔ طالبان کا مبہوت کن ظہور، عالمی ایٹمی طاقتوں کی غیر متوقع پسپائی۔ ہر واقعہ روح میں پیوست وعدۂ الست، رب تعالیٰ کے اقرار والا دل و دماغ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ سوال پوچھتا ہے۔ جواب ہمارے پاس ہے، ہمارے ذمے ہے۔

یہ وقت ایمان کے خزانوں کے منہ کھول دینے، انہیں عام کرنے کا ہے۔ اللہ نے یہ دنیا یونہی الل ٹپ نہیں بنائی۔ ایک زبردست بے چوک، کامل اکمل روحانی نظام ہے۔ انسان کے لیے عقیدہ بے خطا طریقے سے روز ازل پیوست کردیا گیا ہے، اللہ کے حضور اقرار کا۔ ہم مکمل اعلیٰ ترین تہذیب، روحانی تعلیم وتربیت کے ساتھ زمین پر اتارے گئے ہیں۔ ہمارے باپ اعلیٰ ترین منصب ہمراہ لائے نبوت کا، سو پوری انسانیت عالی نسب ہے۔ اللہ نے اس سیارے پر تین طرح کے لوگ آباد کیے۔ انبیاء ورسل کا پاک، طاہر ومطہر کامل گروہ۔ انبیاء کی امتیں اور عامۃ الناس۔ اللہ کا پیغام نبیوں نے پہنچایا۔ انبیاء کا پیغام قبول کرنے والی آل، انسانی قیادت کے لیے انبیاء کے بعد تک ان کے پیغام کو لے کر چلنے والی امتیں۔ (کنتم خیر امۃ ... والی بنی اسرائیل اور پھر امت محمد مصطفیٰ ﷺ) یوں دنیا کبھی اللہ کے ازلی ابدی پیغام سے خالی نہیں رہی۔ جس رب نے پتھر کے پیٹ میں کیڑے کو رزق دیا، رزق سے ہر انسان کو بھی بہرہ مند فرمایا۔ جسم کے رزق کے ساتھ، روح کا رزق، ہدایت بھی اللہ ہی کے ذمے تھی۔ ان علینا للھدی ''بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمے ہے۔'' (اللیل:12) قبولیت، عدم قبولیت کا اختیار انسان کا اپنا تھا۔

اللہ نے راہ دکھانے کا انتظام تو سبھی کا کر رکھا ہے۔ پھر روز اول سے مکمل ریکارڈ ہمہ نوع اس کے ہاں فرداً فرداً موجود ہے۔ آڈیو، وڈیو، سافٹ کاپی ہارڈ کاپی! (اب یہ سمجھنا نہایت آسان ہے۔) بحیثیت امتی ہم مسلمانوں کے پاس تو سرے سے بہانہ سازی یا بچ نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں کہ ہم گوروں کی سی سیکولر، بے دین زندگی گزار کر تجاہل عارفانہ کے ساتھ انگریزی بگھارتے اللہ کے حضور یوں جا کھڑے ہوں کہ ہم تو کلیتاً لاعلم تھے! گویا بکنگھم پیلس یا وائٹ ہاؤس میں پیدا ہوئے تھے۔ اللہ، رسولؐ، اسلام کی خبر ہی نہ تھی۔ قرآن صرف ایک دفعہ ترجمے سے پڑھ لینا سب واضح کیے دیتا ہے بشرطیکہ اٹھایا جائے۔ کفار کی کتنی تعداد ایسی ہے جو صرف قرآن کا ترجمہ پڑھ کر ایمان لے آتی ہے۔

ہر گروہِ انسانی پر اللہ نے پیغمبر بھیجے۔ توحید، رسالت، آخرت کی تعلیم، زندگی گزارنے کے لیے مکمل رہنمائی تاکہ اشرف المخلوقات کی طرح رہیں بسیں۔ اس زمین پر اللہ کی کبریائی، اطاعت وفرمانبرداری کا نظام قائم کریں۔ ''اور (اے نبیؐ) یاد رکھو اس عہد وپیمان کو جو ہم نے سب پیغمبروں سے لیا ہے، اور تم سے بھی۔ اور نوحؑ، اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے بھی۔ سب سے ہم پختہ عہد لے چکے ہیں۔ تاکہ سچے لوگوں سے (ان کا رب) ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے اور کافروں کے لیے تو اس نے دردناک عذاب مہیا کر ہی رکھا ہے۔'' (الاحزاب: 7،8) پوری انسانی تاریخ میں انبیاء کو جھٹلانے اور مذاق اڑانے والوں کے ساتھ کیا ہوا، سورۃ ہود اور القمر پڑھنا کافی ہے۔

اسی طرح آل عمران آیت 81 میں پیغمبروں سے

اس عہد کا بھی تذکرہ کیا کہ نبی و رسول بعد میں آنے والے رسول/ نبی کی تصدیق، مدد کرے گا۔ ہر نبی نے اللہ کے اذن سے آگے آنے والے نبیوں کی اللہ کے اذن سے اپنی امتوں کو بھی خوشخبری دی اور ایمان لانے، تائید و تصدیق کا حکم دیا، خاتم النبیینؐ تک۔ دعائے خلیل اور نوید مسیحاؑ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو یہ نہایت محکم و مربوط نظام ہے۔ اس تسلسل میں کسی جھوٹے نبی کی نہ بن پائی۔ کسی دور نے اسے قبولیت نہ دی۔ اسود عنسی تھا، مسیلمہ کذاب یا مرزا غلام احمد قادیانی۔ سلسلۂ نبوت رسالت اور آسمانی رہنمائی میں ادنیٰ ترین رخنہ یا اشتباہ نہیں۔ بھٹکنا، بھٹکانا آسان نہیں، الا یہ کہ بندۂ نفس بھٹکنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہو۔ نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق کہ میں تمہیں ایسی راہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔

اللہ نے پہلے وارننگ دے دی کہ آگے بندے کو کیا درپیش ہے۔ زندگی بعد موت کی مکمل رہنمائی قرآن وحدیث میں ہے۔ گواہیوں کا پورا نظام جو ہر فرد کا مقدمہ شفاف انصاف سے فیصل کر دے گا۔ آخرت میں

(1) رسولوں کی گواہی: ''اور جب رسولوں کی حاضری کا وقت آن پہنچے گا۔'' (المرسلٰت: 11) ہر امت پر گواہی کہ اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچا دیا تھا۔

(2) اعمال نامے کی گواہی: ''اور نامۂ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا...... مجرم لوگ اپنی کتابِ زندگی کے اندراجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ ہوگئی ہو۔'' (الکہف:49)

(3) زمین کی گواہی: ''زمین اس روز اپنے اوپر گزرے ہوئے حالات بیان کرے گی۔'' (الزلزال: 4) آج کلوز سرکٹ کیمرے اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ یہ ممکن ہے! خالق کائنات کے لیے تو یہ آسان ترین ہے! ''ذرا زمین سے بچ کر رہنا کیونکہ یہ تمہاری جڑ بنیاد ہے اور اس پر عمل کرنے والا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے عمل کی یہ خبر نہ دے خواہ اچھا ہو یا برا۔'' (طبرانی) سب کچھ کھل کر سامنے آ جائے گا۔ کیا بعید کہ بڑی بڑی اسکرینوں پر چلے۔ ''جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہوگی۔'' (الطارق:9)

(4) گواہیوں میں ہاتھ، پیر، کان، آنکھیں، ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی۔ ''تم دنیا میں جرائم کرتے جب چھپتے تھے تو تمہیں خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان، آنکھیں جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی.... بلکہ تم نے تو سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو خبر نہیں ہے۔'' (حٰم السجدہ: 20، 22) قرآن میں جابجا یہ مناظر دکھائے ہیں کہ یہی آج اکڑتا بحث کرتا انسان آخرت میں پچھتاووں میں گھرا تڑپ تڑپ کر کہتا ہے: ''کاش میں نے رسول کا ساتھ دیا ہوتا۔ اطاعت کی ہوتی!'' (الفرقان، الاحزاب، النساء)

انسان کے پاس خوش فہمیوں یا حالت انکار (state of denial) کی نفسیات میں رہنے کی گنجائش نہیں۔ آج علم کی دنیا ہے۔ روح کی دنیا کو سمجھنے کے لیے قرآن اٹھانا اور نبی ﷺ کی مبارک ذات سے وابستہ ہونا از بس لازم ہے! بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں!

تو عرب ہو یا عجم ہو ترا لا الٰہ الا اللہ
لغتِ غریب جب تک تیرا دل نہ دے گواہی

❁❁❁

تیری یاد آئی تیرے جانے کے بعد

محسن کشی!

ارشاد بھٹی

پہلے یہ پڑھیے، ہم نے محسن پاکستان سے ان کی زندگی میں کیا سلوک کیا۔

پرویز مشرف دور، افواہیں زوروں پر کہ ڈاکٹر اے کیو خان کے خلاف کچھ ہونے والا، ان دنوں ڈاکٹر صاحب کا دفتر پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں تھا۔

ایک دن میں ان سے ملنے گیا، اسٹاف نے مجھے خلاف معمول ڈاکٹر صاحب کے دفتر سے ملحقہ کانفرنس روم میں بٹھا کر کہا، ڈاکٹر صاحب یہیں ملیں گے، تھوڑی دیر بعد ہلکے گرے رنگ کے سفاری سوٹ میں ملبوس ڈاکٹر صاحب آ گئے، آتے ہی خلافِ معمول انہوں نے کانفرنس روم کے ٹی وی کی آواز اونچی کی۔

ایک کرسی گھسیٹ کر میرے قریب آ کر بیٹھے، بڑی آہستگی سے حال احوال پوچھا، یہ سب دیکھ کر میں نے پوچھا، ڈاکٹر صاحب یہ احتیاط کیوں، آہستہ سے بولے، دفتر میں اس لئے نہیں ملا، ٹی وی کی آواز اس لئے اونچی کی، قریب آ کر اس لئے بیٹھا، مجھ پر نظر رکھی جا رہی، میرا سب کچھ کہیں سنا جا رہا۔

ڈاکٹر صاحب جو پریشان، تھکے تھکے لگ رہے تھے، چند لمحے خاموش رہ کر بولے، ارشاد میاں، شکریہ تم آئے، پچھلے 5 دنوں سے مجھے تو کوئی ملنے ہی نہیں آیا، سب نے ملاقاتیں کینسل کر دی ہیں بلکہ اب تو یہ نوبت آ گئی ہے کہ نہ کوئی فون کرتا ہے نہ میرے فون کا جواب دیتا ہے۔

میں نے حیران ہو کر پوچھا، سر ایسا کیوں؟ مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب بولے، میاں سب کو پتا چل چکا کہ پرویز مشرف میرے خلاف ہو چکے، اب بھلا کوئی مجھے مل کر، فون کر کے اپنا نقصان کیوں کروائے گا، میں نے پریشان ہو کر پوچھا، سر یہ سب کیوں؟ بولے، یہ تو پتا نہیں کیوں، لیکن لگ رہا یہ مجھے گرفتار کر لیں گے، میں نے گھر بتا دیا ہے، دفتر سے ضروری سامان بھی گھر بھجوا دیا ہے، میں نے کہا، سر یہ کیسے ممکن کہ کوئی محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کو گرفتار کرے؟ ڈاکٹر صاحب ایک قہقہہ مار کر بولے۔

جب کم ظرفوں کو طاقت مل جائے تو پھر سب کچھ ممکن ہو جاتا ہے اور پاکستان میں بھلا کب کسی نے محسنوں کی قدر کی، مجھے یاد ہے اس دن میں کوئی گھنٹہ بھر ڈاکٹر صاحب کے ساتھ رہا، انہوں نے ایسی ایسی باتیں، ایسی ایسی کہانیاں سنائیں کہ کانوں سے دھواں نکل آیا، باتوں باتوں میں ایک موقع پر انہوں نے بازو آگے کر کے کہا، ذرا

ہاتھ لگاؤ، میں نے ہاتھ لگایا، بازو تپ رہا تھا، بولے ایک سو دو بخار ہے۔

میں نے کہا، سر آرام کریں، دکھی انداز میں بولے، اب آگے آرام ہی آرام ہے اور پھر دو دن بعد وہی ہوا، ڈاکٹر صاحب کو گھر میں نظر بند کر دیا گیا، ان کا دفتر سیل کر دیا گیا اور ان کے اسٹاف سے تفتیش شروع ہوگئی، باقی آگے جو کچھ ہوا، ٹی وی پر معافی منگوانا، انہیں امریکہ کے حوالے کرنے کی کہانی، ظفر اللہ جمالی کا کردار اور بہت کچھ یہ سب کو معلوم۔

یہ بھی سن لیں، دوست اور سینئر صحافی مظہر عباس بتاتے ہیں، پی ٹی وی ایوارڈز کی تقریب، ڈاکٹر اے کیو خان آئے اور پہلی قطار میں ایک کرسی پر بیٹھ گئے، شیخ رشید تب وزیر اطلاعات تھے، انہوں نے اسٹاف کو بھجوایا کہ پہلی قطار کابینہ ممبران کی، آپ پچھلی قطار میں جا کر بیٹھ جائیں، اسٹاف آیا اور تھوڑی سی بحث کے بعد ڈاکٹر صاحب کو پیچھے جا کر بیٹھنا پڑا، یہ بھی سنتے جائیے۔

دوست اور سینئر صحافی جاوید چودھری ڈاکٹر اے کیو خان سے اپنی ملاقات کے احوال میں بتاتے ہیں کہ میں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا، آپ کا سب سے زیادہ دل کس نے دکھایا، جواب دیا، پرویز مشرف اور نواز شریف نے۔ نواز شریف مجھے صدر بنانے کا کہہ کر مکر گئے (بقول ڈاکٹر صاحب انہیں بعد میں پتا چلا کہ نواز شریف نے صدارت کا 'لارا' رانا بھگوان داس، سرتاج عزیز اور عبدالستار ایدھی کو بھی لگایا ہوا تھا)۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا، نواز شریف نے مجھے صدر کیا بنانا تھا بلکہ انہوں نے مجھے کہوٹہ ریسرچ لیبارٹری سے بھی ریٹائر کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ نواز شریف دور میں ایک دن میری زندگی کی کل جمع پونجی سے بنائے گھر کو سی ڈی اے کے بلڈوزر گرانے آ گئے، میں نے تب کے وزیر داخلہ چودھری شجاعت کو فون کر کے بتایا۔

وہ فوراً پہنچے اور آ کر سی ڈی اے بلڈوزر کے آگے کھڑے ہو گئے، یوں میرا گھر گرنے سے بچ گیا، جاوید چودھری نے پوچھا، آپ ٹی وی پر معافی مانگنے پر رضا مند کیوں ہوئے؟ جواب ملا، چودھری شجاعت حسین جن سے میرے بہت اچھے مراسم تھے، ایک دن آئے، گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر بولے، امریکہ غصے میں، ملک مشکل میں، ملک کے لیے قربانی دے دیں اور یوں میں ملک وقوم کے لیے قربانی دے کر ملک وقوم کا ہی مجرم بن گیا۔

بتانے لگے، پرویز مشرف جب کرنل تھے تو کسی بات پر میں نے ان کی ڈانٹ ڈپٹ کر دی تھی، انہیں یہ بات کبھی نہ بھولی۔

باقی ڈاکٹر صاحب نے یہ تو کئی بار مجھے بھی بتایا کہ نواز شریف دھماکے کرنے کے حق میں نہیں تھے، ہم سب نے ان پر دباؤ ڈال کر دھماکے کرائے، مجھے اکثر کہتے، امریکی نائب وزیر خارجہ اسٹروب ٹالبوٹ کی کتاب پڑھو، اس میں لکھا ہوا کہ دھماکوں کے بعد وزیراعظم نواز شریف ان سے ملے تو بار بار کہا، سوری مجھ پر دباؤ تھا، دھماکے کر دیئے، میں بہت شرمندہ ہوں کہ صدر کلنٹن کی بات نہ مانی، سوری۔

یہ چند مثالیں، محسن پاکستان سے محسن کشی کی، بیسیوں واقعات اور بھی، یہی وجہ کہ دوست، سینئر صحافی سہیل وڑائچ نے جب ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ آپ کو کوئی پچھتاوا بھی ہے تو ڈاکٹر صاحب کا جواب تھا:

''اس قوم کے لئے کام کرنے کا پچھتاوا ہے۔''

ڈاکٹر صاحب کی یہی محسن کش قوم جو آج نقلی دکھی، جعلی سوگ منا رہی، جب ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کھڑے ہونے کا وقت تھا تب یہ سوئی رہی۔

اس قوم کا حال یہ کہ ڈاکٹر صاحب نے 2012 میں سیاسی جماعت 'تحریک تحفظ پاکستان' بنائی، پہلے تو کوئی ٹکٹ لینے کو تیار نہ ہوا، جو چند امیدوار ڈاکٹر صاحب نے کھڑے کئے ان کی ضمانتیں ضبط ہوگئیں، یاد آیا، ایک بار عبدالستار ایدھی بھی الیکشن میں کھڑے ہوئے، ان کی بھی ضمانت ضبط ہوگئی تھی۔

اب یہ چھوڑیئے کہ ڈاکٹر صاحب کے جنازے میں وزیراعظم، صدر، وزرائے اعلیٰ، اپوزیشن لیڈر، زرداری صاحب، بلاول بھٹو سمیت کوئی بڑا کیوں نہ آیا، اس بات کو بھی چھوڑیئے کہ پرویز مشرف کے قید کئے ڈاکٹر صاحب کو پی پی، ن لیگ، تحریک انصاف کی حکومتوں میں بھی کیوں آزادی نہ ملی۔

اس بات کو بھی رہنے دیں کہ 17 سال گھر میں نظر بند ڈاکٹر صاحب کو عدالتوں سے بھی انصاف کیوں نہ ملا، ملاحظہ یہ کریں کہ ہم کتنے بڑے جھوٹے، کتنے بڑے منافق، کتنے بڑے مردہ پرست، جب ڈاکٹر صاحب زندہ تھے تو قیدی، مرے تو قومی پرچم سرنگوں، قومی سوگ کا اعلان، تابوت پرچم میں لپٹا ہوا، سرکاری اعزاز کے ساتھ دفن۔

پہلی بات، کیا عزت کروانے کے لیے مرنا ضروری، دوسری بات، یہ پرچم سرنگوں تب کیوں نہ ہوا، قومی سوگ تب کیوں نہیں جب ڈاکٹر صاحب سے ٹی وی پر معافی منگوائی گئی اور جب قیدی محسن پاکستان انصاف کے لیے عدالتوں میں دھکے کھا رہا تھا۔

مرنے کے بعد پرچم سرنگوں ہونے، قومی سوگ اور سرکاری اعزاز کے ساتھ دفن کرنے کا ڈاکٹر صاحب کو کیا فائدہ، اگر یہ عزت ہے تو یہ عزت جیتے جی کیوں نہیں۔

اسی عزت کے لیے تو وہ ترستے ترستے چلے گئے، تیسری بات، ڈاکٹر صاحب کی وفات پر صدر عارف علوی کا دکھ بھرا پیغام آیا، ایوان صدر میں فارغ بیٹھے علوی صاحب سے پوچھنا وہ سوا3 سال سے صدر، کتنی بار ڈاکٹر صاحب سے ملنے ان کے گھر گئے۔ وزیراعظم عمران خان کا غم سے بھرا ٹوئٹ پڑھا۔

وزیراعظم سے پوچھنا وہ سوا تین سال سے وزیراعظم کتنی بار ڈاکٹر صاحب کا حال احوال پوچھا، تدفین انچارج تھے شیخ رشید، ان سے پوچھنا سوا تین سال سے وہ وزیر، کبھی ٹیلی فون پر بھی ڈاکٹر صاحب کی خیریت دریافت کی۔ اللہ کی شان ثمر مبارک مند بھی دکھی، یہی ثمر مبارک مند تھے جو ایٹمی دھماکوں کے بعد کریڈٹ لینے کے چکر میں ڈاکٹر صاحب سے لڑائیاں لڑتے رہے۔

باتیں بہت کرنے والی مگر یہ کہہ کر بات ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر چند لمحے مل جائیں تو ٹھنڈے دل ودماغ سے یہ ضرور سوچئے گا کہ بھارت نے اپنے محسن ڈاکٹر عبدالکلام کے ساتھ کیا سلوک کیا، اور ہم نے اپنے محسن ڈاکٹر عبدالقدیر کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

باقی اپنے وزیراعظم کی توجہ نریندر مودی کی ڈاکٹر عبدالکلام کی میت والے تابوت کو سلوٹ مارنے کی طرف نہیں دلاؤں گا، کیونکہ مجھے پتا ہزارہ برادری کی لاشیں، جنازے ہوں، نعیم الحق کا جنازہ ہو یا اے کیو خان کا جنازہ، نجانے کیوں وزیراعظم کسی جنازے میں نہ آئے۔

یہ سب چھوڑیے بس کہنا یہ جو قوم میں اپنے محسنوں کی زندگی میں رسوائیاں، مرنے کے بعد جعلی عزتیں دیتی ہے، اس قوم سے بڑی محسن کش قوم اور کوئی نہیں ہوتی۔

۞۞۞

Taliban's Triumph: A Geopolitical Earthquake

Has Afghanistan, the proverbial graveyard of empires, buried the US empire and its hopes for global domination? The geopolitical earthquake of the US defeat in Afghanistan has sent shockwaves across the entire Eurasian supercontinent, the "World Island" home to the majority of Earth's population and resources, crushing US aspirations beneath the rubble of its doomed nation-building project.

British geopolitical theorist Sir Halford John Mackinder famously coined the equation: "Who rules Eastern Europe commands the Heartland. Who rules the Heartland commands the World Island. Who rules the World Island commands the world." But today, the economic rise of East Asia has moved the center of Zbigniew Brzezinski's "Grand Chessboard" eastward, from Eastern Europe in Mackinder's time to Central Asia in general and Afghanistan in particular. By losing its Afghan gambit for control of the center of the Grand Chessboard, the US (Anglo-Zionist) Empire appears to have lost today's equivalent of the 19th century Great Game.

The 2021 US defeat in Afghanistan bears many resemblances to the 1989 Soviet defeat. In both cases, globe-straddling empires with vastly superior military, economic, and technological resources were roundly defeated by grotesquely outgunned Afghan guerrillas. In both cases, the invading and occupying empire attempted to impose its dominant ideology—communism for the USSR, neoliberal capitalism for the US—and was routed by Afghans flying the banner of Islam. Both empires wasted colossal sums of money in their doomed efforts to subdue Afghanistan, bankrupting themselves in the process. Both empires' illusory strength was unmasked and debunked by their misadventures in Afghanistan, as their defeats revealed underlying ideological, cultural, economic, and military weaknesses. Perhaps most importantly, both empires, in their respective Afghan debacles, suffered incalculable losses of morale, paving the way for imperial collapse.

Ordinary Americans, and the politicians they elect, have only a vague idea of what was at stake in Afghanistan. They were brainwashed by media propaganda portraying the US crusade in Afghanistan as retribution for the "terrorist attack" of September 11, 2001. In reality, 9/11 was a false flag inside job by neoconservatives and Zionists, and the US war on Afghanistan was about geopolitics and money, not anti-terrorism or revenge. And while the Afghan war succeeded in making colossal sums of money for various corrupt individuals and entities, notably the drug dealers of the military-industrial-intelligence complex, it was a financial disaster on the macro level, as well as a geopolitical blunder of the first magnitude.

The US invaders had hoped to plunder Afghanistan's rich array of natural resources—not just opium, but also trillions of dollars worth of mineral deposits, including iron, copper, lithium, rare earth elements, cobalt, bauxite, mercury, uranium and chromium.Thanks to its humiliation by the Taliban, the US will be only a marginal player

in efforts to exploit the mineral and energy resources of Central Asia, as well as plans for a New Silk Road trade corridor uniting the Eurasian supercontinent. The development of Central Asia will be primarily driven by the biggest nearby economic power, China. For that reason, geopolitical analyst Alfred McCoy has argued that China will be the primary beneficiary of the US defeat in Afghanistan. McCoy writes:

"With a trillion dollars invested in Eurasia and another trillion in Africa, China is engaged in nothing less than history's largest infrastructure project. It's crisscrossing those three continents with rails and pipelines, building naval bases around the southern rim of Asia, and ringing the whole tricontinental world island with a string of 40 major commercial ports.

Such a geopolitical strategy has become Beijing's battering ram to crack open Washington's control over Eurasia and thereby challenge what's left of its global hegemony. America's unequalled military air and sea armadas still allow it rapid movement above and around those continents, as the mass evacuation from Kabul showed so forcefully. But the slow, inch-by-inch advance of China's land-based, steel-ribbed infrastructure across the deserts, plains, and mountains of that world island represents a far more fundamental form of future control."

The rise of China as the future leading power of the Eurasian-African world island has important implications for Islam and for the world's Muslim nations and peoples. Afghanistan, along with Pakistan, Turkey, Iran and other nations of the Muslim East will inevitably be drawn into a Chinese-centric economic orbit. Will this eventually lead to the Muslim countries being invaded, occupied, and physically and ideologically colonized by non-Muslim Chinese? While Muslims will undoubtedly jostle with China and other countries over money and power, it seems unlikely that China will colonize and subjugate the Muslim world the way the Euro-Americans and Zionists did. Historically, China, unlike Europe, has not shown a penchant for invading and colonizing far-flung lands. And despite its official Marxism, China's real ideology is a kind of collectivist nationalism very much in line with its Confucian roots. Lacking a universalizing ideology, China—unlike Euro-America with its Christian and post-Christian "civilizing missions"—lacks the desire to force its culture on other peoples.The Uighurs, living on the edge of China being oppressed by Beijing, are an exception. In stark contrast with the Christians, who wanted everyone to be Christian, and the (European) communists, who wanted everyone to be communist, and the neoliberal secular humanists, who want everyone to be a neoliberal secular humanist, the Chinese know full well that not everyone is Chinese, and they are okay with that.

The end of the five-century era dominated by Western and most recently US imperialism will free Muslims to be ourselves. Rather than endlessly reacting against the never-ending onslaught of imperialist-colonialist aggression, we will finally get the breathing space to figure out what kind of (Islamic) governing structures we want to live under. The post-American, post-US-defeat-in-Afghanistan world will open the door for Islamic Awakening.

Source: ***Adapted from an article by Kevin Barrett; published in the Crescent International***

Vol: 30 Regd. No. C.P.L NO.114 No.40

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore